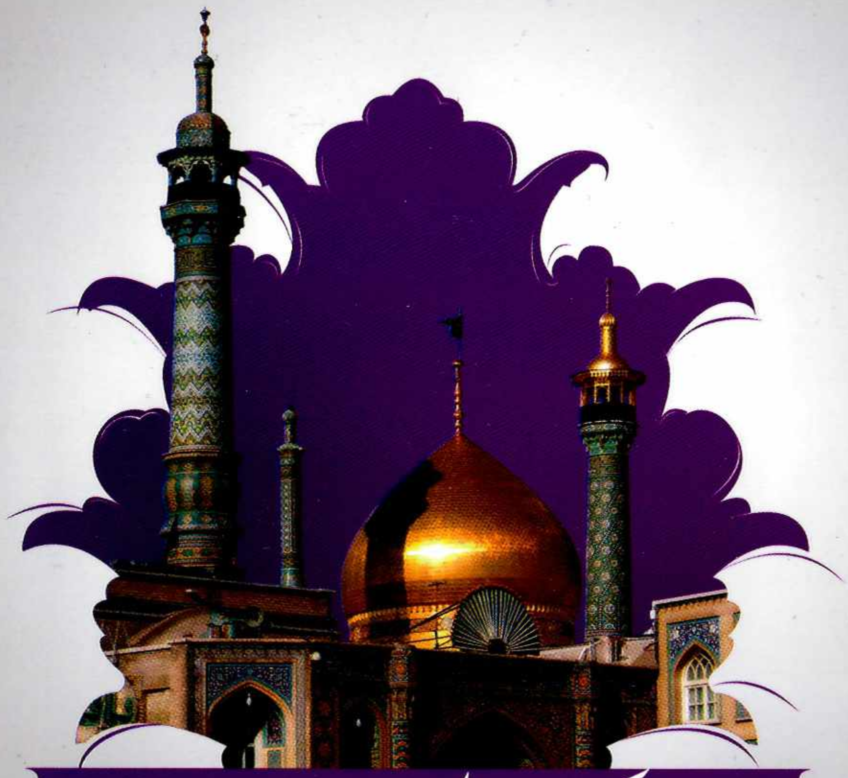

کریمہ اہل بیت علیہا السلام

سوانح عمری، فضائل اور ایران کی طرف آپ کی ہجرت پر ایک نظر

مولف: رضا وطن دوست

مترجم: سید سبط حیدر زیدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کریمہ اہل بیت علیہا السلام

سوانح عمری، فضائل اور ایران کی طرف آپ کی ہجرت پر ایک نظر

مولف: رضا وطن دوست
مترجم: سید سبط حیدر زیدی

سرشناسه: وطن دوست، رضا، ۱۳۳۹ - Vatandust ،Reza
عنوان و نام پدیدآور: Reza Vatandust.Karimeh Ahlolbeyt/
مشخصات نشر: مشهد: واژگان خرد، ۱۳۹۱= ۲۰۱۲م.
مشخصات ظاهری: ۱۲٤ص.
شابک: 978-964-8931-62-4
وضعیت فهرست نویسی: فیپا
یادداشت: اردو.
یادداشت: کتابنامه.
آوانویسی عنوان: کریمه اهل بیت.
موضوع: معصومه (س) بنت موسی کاظم (ع)، ۱۸۳؟ - ۲۰۱؟ق.
رده بندی کنگره: ۱۳۹۱ 6وب6م/ 2/ BP 52
رده بندی دیویی: ۲۹۷/ ۹۷۶
شماره کتابشناسی ملی: ۲۹۷٦۱۱۸

کریمه اهل البیت
سفارش دهنده: اداره ارتباطات اسلامی و امور زائرین غیر ایرانی آستان قدس رضوی
مؤلف: رضا وطن دوست
مترجم: سید سبط حیدر زیدی
صفحه آرا و طراح جلد: گروه هنری مُلک
زبان: اردو
ناشر: انتشارات واژگان خرد
شمارگان: ۲۰۰۰ جلد
چاپ اول پاییز ۱۳۹۱- ۱۲٤ صفحه رقعی
چاپ: مافی
شابك: ۹۷۸-۹٦٤-۸۹۳۱-٦۲-٤

مشخصات کتاب:
نام کتاب: کریمہ اہل بیت علیہا السلام
مؤلف: رضا وطن دوست
مترجم: سید سبط حیدر زیدی
ویب سائٹ: www.imamrezashrine.com
ایمیل: info@imamrezashrine.com

فہرست مطالب

1 **مقدمہ** 9
2 **فصل اول: شرح حال** 13
3 والد گرامی 15
4 والدہ ماجدہ 15
5 نام 16
6 القاب 19
7 معصومہ 20
8 کریمہ اہل بیت 21
9 محدثہ 23
10 ولادت 23
11 ذیقعدہ اور آپ کا حضرت امام رضا سے اتصال 25
12 ولادت کی خوشخبری 27
13 وفات 30
14 مقام دفن 31
15 مدت عمر 33
16 **دوسری فصل: فضائل** 35
17 1- خاندانی شرافت 37

18	2- عبادت	39
19	3- علمی مقام	39
20	الف: دوسروں کے سوالات کے علمی جوابات	40
21	ب: نقل حدیث	42
22	1- حدیث غدیر	43
23	2-حدیث منزلت	44
24	3-حدیث حب آل محمد	45
25	4-امام حسین(ع) کی طہارت	45
26	5-حدیث معراج	46
27	4-مقام شفاعت کی حقدار	48
28	5-روضہ منورہ کی زیارت کا ثواب	50
29	ماثورہ زیارت نامہ	56
30	زیارتنامہ	57
31	ترجمہ	60
32	زیارت نامہ پر ایک نظر	64
33	حضرت فاطمہ معصومہ اور حضرت زینب کبری کے درمیان اشتراک وتشابہ	68
34	حضرت فاطمہ معصومہ کی عنایات	69
35	الف: وجوہ مشترک	70
36	ب: وجوہ متفاوت	70
37	**تیسری فصل: ہجرت کا واقعہ**	**77**
38	حضرت امام رضا(ع) کی اجازت بہن کی ہجرت میں	82
39	ایران کی طرف ہجرت پر دلائل	83
40	1-بھائی کی محبت	84
41	2-عشق دیدار	84
42	3-بھائی کے حکم کی تعمیل	85
43	4-دھمکیوں سے جان بچانا	86
44	5-دوسرے بھائیوں کی ہمراہی	86
45	6-مدینہ کی خاموش فضا سے اکتاہٹ	87
46	7-مدینہ کے حاکموں کی چال چلن پر اعتراض	87
47	8-مسلمانوں کی بیداری وروشنفکری	88
48	9-شیعوں اور محبین اہل بیت کے درمیان حضور	89
49	10- ایران میں مذہبی مراکز کی تقویت	89
50	11-تقدیر الہی کے سامنے تسلیم	91
51	12- بھائی کی ہجرت کی تکمیل	92
52	13- اپنے بھائی کی مسائل شرعی کے جواب دینے میں مدد	93
53	آثار ہجرت	93
54	1-لوگوں کی بیداری	93

55	2-بنی عباس کے چہروں سے پردہ فاش ہونا	94
56	3-شہر قم کی شہرت اور تقدس	95
57	الف: معنوی	96
58	ب: علمی	97
59	مدارس اور تاریخی عمارتیں	97
60	حوزہ علمیہ کی مرکزیت	98
61	علماء و مراجع کی تدفین	99
62	ج: سیاسی	99
63	**چوتھی فصل: حضرت فاطمہ معصومہ نے شادی کیوں نہ کی؟**	**101**
64	**پانچویں فصل: عالم غربت میں انتقال**	**107**
65	**چھٹی فصل: روضہ منورہ کی مختصر تاریخ**	**113**
66	حال	116
67	صحن، صحن عتیق	116
68	صحن نو (اتابکی)	117
69	گنبد	117
70	مینار	120
71	مسجد بالا سر	121
72	مسجد اعظم	121
73	منابع و مدارک	122

مقدمہ

اس کے علاوہ کہ ایرانی خاندان عصمت و طہارت کے پیروکار ہیں، حضرت امام علی رضا اور آپ کی خواہر ذی وقار جناب فاطمہ معصومہ کی میزبانی پر بھی افتخار رکھتے ہیں، ایران میں ان دونوں بھائی و بہن کے ملکوتی مزارات کا وجود سبب بنا ہے کہ ہر سال پوری دنیائے اسلام سے لاکھوں زائر اس ملک کی جانب آئیں اور رسول خدا کی اولاد میں سے ان دو بزرگواروں کی زیارات سے مشرف ہوں۔

حضرت فاطمہ معصومہ کا شہر قم میں مختصر سا قیام اور پھر آپ کا ہمیشہ کے لیے اسی شہر میں آرام پذیر ہونا بہت زیادہ برکتوں اور آثار کا باعث بنا۔ اس شہر کی رونق اور تقدس، سیکڑوں امام زادوں اور بزرگان دین کا وہاں پر دفن ہونا، روضہ منورہ کے نزدیک حوزہ علمیہ کی بنیاد اور علما کا جوق در جوق آنا اور اس کے علاوہ بھی اس شہر میں آپ کے وجود مقدس کی بہت برکتیں ہیں۔

حضرت امام موسی کاظم کی دختر نیک اختر کے روضہ کی معنویت و قداست اس قدر ہے کہ روح ایمان اور معنویت ، خدا کی طرف رجحاناور اس کے دستورات کو دلوں اور اسلامی معاشرے میں تقویت عطا کرتی ہے۔ جس وقت لوگ اس قبلہ حاجات کی قدم بوسی کے لیے جاتے ہیں تو اس معنوی اور نور ولایت سے سرشار فضا میں احساس آرامش و سکون کرتے ہیں اور اطمینان کے ساتھ اپنی خواہشات و آرزوؤں کو آپ کے حضور بیان کرتے اور مقصود حاصل کرتے ہیں۔

حضرت فاطمہ معصومہ کے بے شمار فضائل اورآپ کے روضہ منورہ کی معنوی موقعیت و مقام کا تقاضاہے کہ آنحضرت کی عظیم بارگاہ اور معنوی فضا سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی خاطر زائرین کرام کو آنحضرت کی معصومانہ رفتار ،صفات ،فضائل اور مختصر زندگینامہ کی طرف توجہ دلائی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ معنویت اور آنحضرت کی معرفت اور آپ کے روضہ منورہ کی زیارت سے استفادہ کر سکیں۔

یہ اثر کہ جو آٹھویں امام حضرت علی رضاعلیہ السلام کے روضہ منورہ کے بین الاقوامی ادارے کی سفارش پر وجود میں آیاہے اس میں چھ فصلیں ہیں:

پہلی فصل میں حضرت فاطمہ معصومہ کی سوانح حیات، آپ کے والدین، نام اور القاب، ولادت، عمر شریف، انتقال اور مقام دفن پر اجمالی نظر کی گئی ہے۔

دوسری فصل میں آپ کے فضائل ہیں کہ جس میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ آنحضرت کے ان بے شمار فضائل کو کہ جو آپ نے اپنے اجداد طاہرین سے میراث میں حاصل کیے ہیں ان کی ایک واضح اور شفاف تصویر کھینچ دی جائے۔

تیسری فصل میں حضرت فاطمہ معصومہ کی ایران کی طرف ہجرت کے رمز وراز کو بیان کیا گیاہے اور اس میں ان نکات کی طرف اشارہ ہے کہ جو ہر ایک اپنی جگہ آپ کے ہجرت سے متعلق سوالات کا جواب ہے اور پھر اس ہجرت کے بعض آثار و برکات کی طرف تذکر دیا گیاہے۔

چوتھی فصل میں آپ کے شادی نہ کرنے کے متعلق گفتگو کی گئی ہے کہ جس میں ان دلائل کا ذکر ہے کہ جو ہر ایک مستقل آپ کے شادی نہ کرنے پر مدلل دلیل ہے۔

پانچویں فصل میں حضرت امام موسی کاظم کی اس دختر نیک اختر کے افسوس ناک انتقال کے سلسلے میں گفتگو کی گئی ہے اور اس تلخ و غم بار لحہ کو پیش کیا گیاہے کہ جس وقت عالم غربت میں یہ آسمان ولایت کا ستارہ غروب ہو رہا تھا۔

چھٹی فصل میں آپ کے روضہ منورہ پر اجمالی نگاہ ڈالی گئی ہے اور اس کے تاریخی منظر، تاریخی عمارتیں جیسے گنبد، حال، صحن، میناریں اور مساجد کو بیان کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ یہ مختصر سی کاوش خداوند عالم کی بارگاہ میں قبول ہو اور حضرت فاطمہ معصومہ کی معرفت کے سلسلے میں، آنحضرت اور آپ کے برادر گرامی حضرت امام علی رضا علیہ اسلام کے زائرین کی خدمت میں ایک قدم شمار کیا جائے کہ جو دور و دراز سے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ کی ذریت پاک میں سے ان دو حضرات کی زیارت کے لیے تشریف لاتے ہیں۔

سوانح حیات

پہلی فصل

پہلی فصل: سوانح حیات

حضرت فاطمہ معصومہ (س) کے متعلق کسی چیز کو بیان کرنے سے پہلے آپ کی سوانح حیات پیش کرنا مناسب ہے۔

والد گرامی

حضرت فاطمہ معصومہ (س) کے والد گرامی ہمارے ساتویں امام حضرت موسی کاظم علیہ السلام ہیں۔

والدہ ماجدہ

حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور حضرت فاطمہ معصومہ (س) کی والدہ ماجدہ ایک ہی ہیں آپ کا اسم گرامی "نکتم" آپ بہت عقلمند اور پاک دامن خاتون افریقہ کے ملک مغرب (مراکش) میں نوبہ کے علاقہ کی رہنے والی

تھیں۔ آپ کو یہ شرف نصیب ہوا کہ آپ حضرت امام موسی کاظم کی شریک حیات قرار پائیں، آپ ساتویں امام کے بیت الشرف میں تشریف لائیں اور چہرے کی نورانیت وکشش اور خوبصورتی کی وجہ سے "نجمہ "لقب پایااور حضرت امام علی رضا کی ولادت کے بعد آپ کی پاکیزگی اور فرزند کی طہارت اور آپ کو ہر طرح کی نجاست و آلودگیوں سے پاک ہونے کے سبب "طاہرہ" کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔

نام

شریعت اسلام میں بچہ کا مناسب نام رکھنا ایک خاص اہمیت کا حامل ہے اسی وجہ سے حضرات معصومین علیہم السلام نہ صرف دوسروں کو اس سلسلے میں توصیہ ونصیحت فرماتے کہ اپنے بچوں کے نام اسلامی، اچھے اور خوربصورت رکھو بلکہ خود بھی اسی طرح کے ناموں سے استفادہ فرماتے خصوصا حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام اس سلسلے میں بہت زیادہ حساس تھے اور آپ اپنے اور اپنے چاہنے والوں کے بچوں کے نام رکھنے میں بہت دقت وتاکید فرماتے تھے۔

آنحضرت کا یعقوب سراج سے اس کی بیٹی کا نام تبدیل کرانے کا واقعہ اس موضوع پر اہم دلیل ہے۔ یعقوب سراج کہتا ہے کہ ایک روز میں حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا کہ آپ اپنے فرزند ارجمند حضرت

امام موسی کاظم کے گہوارے کے سرہانے کھڑے ہوئے ہیں، میں جیسے ہی وارد خانہ ہوا آپ نے مجھ سے فرمایا: یہاں آؤ اور اس بچہ کو سلام کرو کہ یہ میرے بعد آپ کا امام ہے۔ میں اس بچے کے قریب ہوا اور سلام کیا، اس بچے نے نہ صرف یہ کہ میرے سلام کا جواب دیا بلکہ مجھ سے فرمایا: اے یعقوب سراج آپ نے اپنی بیٹی کہ جو کل پیدا ہوئی ہے اس نام حمیرہ رکھا ہے اس کو تبدیل کرو اس لیے کہ خدوند عالم کو یہ نام اچھا نہیں لگتا ہے۔ میں نے بھی حضرت کے دستور کے مطابق اپنی بیٹی کا نام تبدیل کر دیا۔[1]

حضرت امام موسی کاظم نہ صرف دوسروں کو اس سلسلے میں توصیہ ونصیحت فرماتے کہ اپنے بچوں کے نام اسلامی، اچھے اور خوربصورت رکھو بلکہ خود بھی اسی طرح کے ناموں سے استفادہ فرماتے تھے کہ آپ کی کئی بیٹیوں کا نام گرامی فاطمہ ہونا خود اس بات کی دلیل ہے۔

---

[1] - دیکھیے: ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی، الاصول الکافی، بیروت، دارالتعارف، طبع سوم، 1401ھ، ج1، ص247۔ سید ہاشم بحرینی، مدینۃ المعاجز، قم، موسسہ معارف اسلامی، طبع اول، 1425ھ، ج6، ص 225۔ ابن جریر طبری، محمد، دلائل الامامۃ، نجف اشرف، مکتبۃ الحیدریہ، ص327۔

علامہ سبط ابن جوزی ساتویں صدی میں اہل سنت کا مشہور و معروف عالم حضرت امام موسی کاظم کو شمار کرتے ہوئے آپ کی چار بیٹیوں کو بنام فاطمہ تحریر کرتا ہے "فاطمہ کبری" "فاطمہ وسطی" "فاطمہ صغری" "اور فاطمہ اخری" [1]

علامہ مجلسی نے بھی ابن جوزی کی پیروی کرتے ہوئے آپ کی چار بیٹیوں کے نام فاطمہ تحریر کیے ہیں۔ [2] یہ بھی قابل عرض ہے کہ حضرت فاطمہ معصومہ کہ جو شہر "قم" میں مدفون ہیں وہی "فاطمہ کبری" ہیں اور "فاطمہ صغری" "ملک آذربائجان کے شہر "باکو" میں اور "فاطمہ وسطی" "اصفہان" میں اور "فاطمہ اخری" "کا جو "فاطمہ طاہرہ" کے نام سے معروف ہیں شہر "رشت" میں مدفون ہیں۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے فاطمہ نام رکھنے کے متعلق ایک روایت میں آپ کی عظمت و منزلت کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رسول اکرم نے ارشاد فرمایا: {انما سمیت فاطمة فاطـمة لانها فطمت هي و

1 - تذکرۃ الخواص، سبط ابن جوزی، ص315۔

2 - مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، بیروت، دار احیاء التراث العربی، طبع سوم، 1403ھ، ج48، ص317۔

شیعتها و ذریتها من النار} حضرت فاطمہ زہرا کا اسم گرامی فاطمہ اس لیے رکھا گیا کہ آپ کو، آپ کے شیعوں اور آپ کی ذریت کو جہنم کی آگ سے جدا رکھا گیا ہے۔ [1] حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی دختر نیک کا نام بھی فاطمہ رکھنے کی وجہ بھی شاید وہی ہو کہ جو دختر رسول اکرم (ص) حضرت فاطمہ زہرا (س) کے نام کی ہے۔

القاب

حضرت فاطمہ معصومہ کے متعدد القاب ہیں، مثلا: معصومہ، طاہرہ، حمیدہ، محدثہ، عابدہ، رشیدہ، رضیہ، مرضیہ، سیدہ، نقیہ، اخت الرضا اور کریمہ اہل البیت وغیرہ۔ [2]

حضرت فاطمہ معصومہ کے بہت القاب آپ کے زیارتنامہ میں مذکور ہیں جیسے طاہرہ (پاکیزہ)، حمیدہ (جس کی طریف کی جائے)، برہ (نیک سیرت)، رشیدہ (عقلمند وہوشیار)، تقیہ (پرہیز گار)، رضیہ (خدا سے

1 - ابن جریر طبری، محمد، دلائل الامامة، تہران، موسسہ بعثت، طبع اول، 1423ھ، ص148۔

2 - بارگاہ فاطمہ معصومہ، تجلی گاہ فاطمہ زہرا، آیت اللہ سید جعفر میر عظیمی، ج2، ص29-30۔

راضی)، مرضیہ (خدا کی پسندیدہ)، صدیقہ (ہمیشہ سچ کہنے والی)، سیدة نساء العالمین (عالمین کی عورتوں کی سردار)۔

معصومہ

تمام القاب میں سب سے زیادہ معروف و مشہور اور با معنی لقب معصومہ ہے کہ جو حضرت امام موسی کاظم کی دختر نیک سے مخصوص و منسوب ہے، آپ اگر چہ ظاہرا معصومین کے زمرہ میں شامل نہیں ہیں لیکن ان مخصوص خواتین میں سے ایک ہیں کہ جنہوں نے وادی عصمت و طہارت کو طے کیا ہے اور تالی تلو معصوم قرار پائی ہیں، آپ اپنے ضمیر کی پاکیزگی، اپنی والدہ گرامی نجمہ خاتون کی عفت اور اپنے والد گرامی و برادر عزیز حضرت امام علی رضا(ع) کے زیر سایہ دین و قرآن کی تعلیم و تربیت پانے کی وجہ سے اور پروردگار عالم کی خالصانہ عبادت و بندگی کی خاطر اس بلند و بالا مقام اور کمال معنوی پر فائز ہوئیں کہ جس کے نتیجے میں ہر طرح کی آلودگی گناہ و معصیت سے پاک ہیں۔یہی پاکیزگی سبب بنی کہ آپ کے برادر ارجمند حضرت امام علی رضا(ع) نے مناسب سمجھا کہ لقب معصومہ آپ کو نوازا۔امام عالی مقام کہ جو اپنی بہن کے کردار و مقام سے واقف تھے آپ نے فرمایا:"من زار المعصومه بقم کمن زارني" جو

شخص بھی شہر قم میں فاطمہ معصومہ کی زیارت کرے گویا اس نے میری زیارت کی ہے۔[1]

امام معصوم کے ذریعہ سے اس لقب کا انتخاب اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت معصومہ ہر طرح کی برائی و گناہوں سے پاک اور معصوم کی حد تک معنوی مقام و مرتبہ پر فائز ہیں گویا یوں کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا کی عصمت و طہارت آپ میں متجلی و نمایاں ہے۔

کریمہ اہل بیت

حضرت فاطمہ معصومہ کے القاب میں سے ایک لقب کہ جو علماء فقہاء اور بزرگان دین کی زبان پر جاری ہوا وہ کریمہ اہل بیت ہے کہ یہ لقب اہل بیت علیہم السلام کی خواتین میں سے کسی سے بھی منسوب نہیں ہے۔

حضرت آیت اللہ سید شہاب الدین مرعشی نجفی کے والد گرامی علامہ سید محمود مرعشی کے رویاء صادقہ کی بناء پر یہ لقب آپ کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مرحمت فرمایا ہے حضرت آیت اللہ مرعشی نجفی نے فرمایا کہ

---

1 ۔محمد علی معلم، الفاطمۃ المعصومہ، ص64۔بنقل از ریاحین الشریعہ، ج5، ص35۔محمد تقی خان سپہر، ناسخ التواریخ، ج3، ص68۔

میرے والد جس دور میں نجف میں زندگی بسر کر رہے تھے تو بہت زیادہ متمنی تھے کی کسی طرح سے اپنی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا کے مقام دفن سے آشنا و باخبر ہو جائیں اسی آرزو کے لیے آپ نے بارہا مخصوص دعائیں، عملیات اور چلّے کھینچے کہ جس کے نتیجے میں آخری روز یعنی چالیسویں دن جب تمام دعا و توسلات کے بعد رات کو اپنے بستر پر آرام کی غرض سے پہونچے تو خواب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ نے فرمایا: خداوندعالم نے کچھ مصلحتوں کی وجہ سے حضرت فاطمہ زہرا کی قبر اطہر کو دنیا والوں کی نگاہوں سے مخفی رکھا ہے اور اس وقت شہر قم میں فاطمہ معصومہ کی قبر مطہر کو ہماری جدہ کی قبر اطہر کے بدلے جلوہ گاہ و متجلی قرار دیا ہے لہذا علیک بکریمۃ اھل البیت۔

آپ کہتے ہیں: یہ خواب بہانہ ہوا کہ میرے والد محترم نجف اشرف سے ایران تشریف لائے اور شہر قم پہنچ کر حضرت فاطمہ معصومہ کی قبر مطہر کے مجاور ہوگئے اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک وہیں زندگی بسر کرتے رہے۔[1]

---

[1] ۔کریمہ اہل بیت، ص68۔

محدثہ

تاریخ اسلام میں جو خواتین اس افتخار کو کسب کر پائیں ہیں کہ ان کو لقب محدثہ سے نوازا جائے جنہوں نے آل محمد کی سیرت و احادیث کو نقل فرمایا ہے ان میں سے ایک حضرت فاطمہ معصومہ ہیں، آپ نے کمسنی اور سیاسی حالات ناساز گار ہونے کے باوجود اپنے والد گرامی اور برادر عزیز حضرت امام علی رضا (ع) کی سیرت کے مطابق قدم اٹھایا اور احادیث معصومین نقل فرمائیں کہ انشاء اللہ کسی مقام پر آپ سے منقول احادیث کا ذکر کریں گے بہر یہی سبب بنا کہ آپ کو لقب محدثہ سے یاد کیا جائے۔

ولادت باسعادت

حضرت امام موسی کاظم (ع) اپنے فرزند ارجمند حضرت امام علی رضا (ع) کی ولادت باسعادت کے بعد پھر اپنی شریک حیات حضرت نجمہ خاتون سے ایک اور فرزند کے منتظر تھے کہ تقریبا 25 سال کے طویل انتظار کے بعد ماہ ذی قعدہ کی پہلی تاریخ 173 ہجری کو جناب نجمہ خاتون کی آغوش میں ایک خوبصورت

ستارہ نمودار ہوا کہ جو آپ کے فرزند حضرت امام علی رضا کا مونس و ہمدم قرار پایا۔[1]

خداوند عالم نے اس مبارک دن میں اپنے نیک عبد و بندہ صالح حضرت امام موسی کاظم (ع) کو ایک نورانی صورت و پاک سیرت دختر نیک اختر عطا فرمائی، حضرت امام عالی مقام کے بعد شاید حضرت نجمہ خاتون سے زیادہ خوشحال نہ ہو اس لیے کہ 25 سال کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد یہ آپ کی دوسری اولاد ہے کہ جو خداوند عالم نے عنایت کی ہے۔ 25 سال پہلے اسی مہینے کی 11 تاریخ 148 ہجری کو نجمہ خاتون کے یہاں فرزند متولد ہوا تھا کہ جس کا نام علی رکھا تھا۔

حضرت امام رضا نے کہ جو اپنی ہمشیرہ کی ولادت سے بہت زیادہ خوشحال تھے ،اور اپنی تمام محبتوں کو اپنی بہن پر نچھاور کر دیا اس طرح ان دونوں بہن و بھائیوں میں انتہائی محبت ہوئی اور پھر یہی حیرت انگیز محبت سبب بنی کہ جس کو تحریر کرنے سے قلم عاجز ہے، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت معصومہ اپنے والد گرامی حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی خدمت میں تشریف فرما تھیں کہ ایک نصرانی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کون ہو؟ آپ نے جواب

1 - علی نمازی شاہرودی، مستدرک سفینۃ البحار، ج8، ص257۔

دیا میں معصومہ ہوں حضرت امام علی رضا کی بہن۔ اس طرح سے اپنا تعارف کرانا اپنے بھائی پر افتخار کرنا آپ سے انتہائی محبت کی نشانی ہے۔

ذیقعدہ کا مہینہ اور امام علی رضا سے وصال

یہ واضح رہے کہ ذیقعدہ کا مہینہ ایک مبارک مہینہ ہے کہ جو حضرت امام رضا کی مناسبت اور پھر 25 سال کے طویل انتظار کے بعد اولا: جناب نجمہ سے اسی مہینہ میں آپ کی اکلوتی بہن حضرت معصومہ کی ولادت باسعادت کی وجہ سے نور علی نور ہو گیا۔ ایسی بہن کہ جن کی بابرکت ولادت کے بارے میں ان کے جد بزرگوار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے دسیوں سال پہلے خوشخبری و بشارت دی تھی، آخر کار وہ وہ بشارت پہلی ذیقعدہ کو پوری ہوئی۔[1] وہ تاریخ کہ جو حضرت امام علی رضا اور آپ کی والدہ ماجدہ جناب نجمہ خاتون کے لیے انتہائی مسرت بخش تھی اس لیے کہ اس نومولود خوشی نے حضرت امام موسی کاظم کی بیت الشرف کو اور بھی زیادہ منور کر دیا اور محبین اہل بیت کے دلوں کو سرشار فرمایا۔

1 - دیکھیے: محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج60، ص216۔

ثانیا: اسی مہینہ کی چھٹی تاریخ میں آپ کے بھائی جناب سید احمد بن موسی بن جعفر کہ جو سید السادات اور شاہچراغ کے نام سے معروف ہیں دنیا میں تشریف لائے ان کے لیے مشہور یہ ہے کہ آپ شہر شیراز میں مدفون ہیں۔

ثالثا: اسی مہینہ کی گیارہ تاریخ کو آسمان ولایت و امامت کا آٹھواں خورشید اپنے والد گرامی حضرت امام موسی کاظم کے بیت الشرف کے افق پر طلوع ہوا اور پوری کائنات کو اپنی شعاؤں سے منور فرمایا۔

رابعا: اسی مہینہ کی تئیسویں تاریخ حضرت امام رضا کی زیارت سے مخصوص ہے کہ جو طول سال میں صرف اسی روز سے مختص ہے۔

خامسا: حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی ہجرت ایران کی طرف اسی مہینہ کی پچیس تاریخ سن 200 ہجری میں واقع ہوئی۔

سادسا: آپ کے فرزند ارجمند حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی جانسوز شہادت بھی اسی مہینہ کی آخری تاریخ میں واقع ہوئی ہے۔

ولادت کی خوشخبری

کیا ہی بہتر ہے کہ مسلمانوں کے درمیان خصوصا خاندان عصمت وطہارت کے چاہنے والوں، شیعوں کے درمیان حضرت فاطمہ معصومہ کی ولادت باسعادت کے روز کو عالمی پیمانہ پر لڑکیوں کا دن (روز دختر) کا نام دیا جائے تاکہ آنحضرت کی شخصیت کے متعلق سب کے لیے اور خصوصا لڑکیوں کے لیے واضح وروشن ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمان لڑکیاں آپ کے معنوی مقام و منزلت سے آشنائی اور فضائل سے روشناس ہونے کے بعد نمونہ عمل اور آپ کی حیاء وعفاف سب کے لیے تحفہ قرار پائے۔

لیکن یہ کہ کیا ضرورت ہے کہ اس طرح کے دن کو لڑکیوں کے لیے مخصوص کیا جائے اور پھر یہ کہ ان تمام لڑکیوں میں صرف حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام ہی کی بیٹی کی ولادت کے روز کو کیوں انتخاب کیا جائے؟ اس کے جواب میں پہلے تو یہ کہا جائے کہ لڑکیوں کے حقوق اور ان کے مقام کے علاوہ خود معاشرے میں لڑکیوں کے کردار کی طرف بھی اشارہ کیا جاسکتا ہے اور پھر معاشرے کی اصلاح وسلامتی کو نیک اور پاکدامن لڑکیوں کی مرہون منت سے

بھی تعبیر کی جاسکتا ہے۔ان سب کے باوجود مذکورہ ذیل موارد کو بھی لڑکیوں کے لیے کسی خاص روز کو معین کرنے کے اہداف اور ضرورتوں کے تحت پیش کیا جاسکتا ہے کہ جن کی طرف صرف فہرستوار اشارہ کیا جارہا ہے۔

1-لڑکیوں کے لیے تہذیب اور معاشرے میں مناسب فلاح و بہبود کی تقویت۔

2-اہل بیت علیہم السلام کی سیرت و ثقافت کے مد نظر اسلامی ثقافت کے قیمتی اقدار کا تعارف اور ترویج۔

3-معاشرے میں لڑکیوں کی موقعیت و وضعیت کی فلاح و بہبود کے لیے عمومی اہتمام۔

4-لڑکیوں کے لیے عام معاشرے کی اصلاح و بہبود۔

5-لڑکیوں کے لیے دینی تعلیمات میں وسعت اور تعمق۔

6-لڑکیوں کی قومی واسلامی ھویت و مناسب حیثیت کی ارتقاء کے لیے راہ ہموار کرنا۔

7-لڑکیوں کی استعداد اور صلاحیت کو بیدار اور ان کی ترقی کے لیے زمینہ ہموار کرنا۔

8-لڑکیوں کی مشکلات کی برطرفی کے لیے عمومی کوشش اور ضروتوں کو پورا کرنا۔

9-لڑکیوں اور خواتین کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعارف اور خصوصا معاشرے میں ان کے کردار کو پہچنوانا۔

لیکن یہ کہ کیوں حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام ہی کی بیٹی حضرت فاطمہ معصومہ کی ولادت کے روز کو کیوں لڑکیوں کا عالمی دن قرار دیا جائے، اس کے جواب میں یہ کہا جائے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت رسول اکرم کے اہل بیت علیہم السلام نے دنیاوالوں کے لیے انمول شخصیتیں پیش کی ہیں کہ جن کے نام فضیلتوں کے آسمان میں ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ حضرت پیغمبر اکرم کی بیٹیوں میں حضرت امام موسی کاظم کی دختر نیک اختر سب سے زیادہ چمکتا ہوا ستارہ ہے، یہ وہ خاتون ہیں کہ جو عفت و پاکدامنی، دانائی و عقلمندی میں کم نظیر نمونہ ہیں۔

یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ حضرت معصومہ کی شخصیت کے تمام پہلو ؤں کو درک کرنا اور آنحضرت کے معنوی مقام تک پہنچنا، اسلامی معاشرے میں اس ضرورتوں کو عملی جامہ پہنانے کی راہ کو مشخص کرتا ہے تاکہ

دنیا کی تمام لڑکیاں اور خصوصا ہماری شیعہ لڑکیاں کریمہ اہل بیت کے پاکدامن اور مظہر عفاف و تقوی اور حیاء کو اپنے لیے نمونہ عمل قرار دے سکیں۔

اسی وجہ سے آنحضرت کے روز ولادت کو لڑکیوں کا عالمی روز بنانے میں آپ کی شخصیت کی ترویج کے لیے ایک نیا قدم اور تمام مسلمانوں کی خواتین کے درمیان آپ کے وجود کے تمام پہلوؤں کی تبلیغ و ترویج اور آخر میں اس قوم وملت کی لڑکیوں کے لیے نمونہ سازی کا اقدام کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس بات پر خوشحال ہیں کہ یہ مبارک اتفاق اور آرزو ایران میں اس ملک کی لڑکیوں کے لیے واقع ہوا ہے۔ اس لیے کہ کئی سال سے ایران میں اسلامی انقلاب کی ثقافتی کونسل پہلی ذیقعدہ یعنی حضرت فاطمہ معصومہ علیہا السلام کے روز ولادت کو لڑکیوں کا قومی روز کے طور پر منارہی ہے۔ اور اس تاریخ کو "لڑکیوں کا قومی روز" نام رکھدیا ہے۔ یہ کام اس بات کا سبب بنا کہ ہر سال آپ کی ولادت کے روز ایک عظیم جشن منعقد ہوتا ہے اور اس روز کو محترم ومکرم مانا جاتا ہے۔

وفات

حضرت فاطمہ معصومہ کی ولادت باسعادت میں اگرچہ کچھ اختلاف ہے لیکن آپ کی تاریخ وفات میں سب کا اتفاق ہے کہ آپ 201 ہجری کو شہر قم میں

وارد ہوئیں [1] اور 17 دن گذرنے کے بعد اسی شہر میں دنیا سے رخصت ہوگئیں، صرف مختصر سا اختلاف اس مسئلہ میں ہے کہ اس روز ماہ ربیع الثانی کی دسویں تاریخ تھی یا بارہویں۔

چونکہ آپ کی وفات ان دونوں کے درمیان کسی ایک دن میں واقع ہوئی ہے، حضرت فاطمہ معصومہ کے روضہ مبارکہ کی جانب سے ان دونوں نظریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ربیع الثانی کی دس سے بارہ تاریخ تک تین دن کی عمومی عزا کا اہتمام کیا جاتا ہے اور "ایام معصومیہ" کے عنوان سے مجالس منعقد ہوتی ہیں۔

مقام دفن

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ہی اپنی پوتی حضرت فاطمہ معصومہ کے متعلق پیشگوئی فرمادی تھی کہ وہ پاک سیرت بانو شہر قم میں انتقال فرمائیں گی اور وہیں پر دفن کی جائیں گی اور یہ واقعہ حضرت امام جعفر صادق کی پیشگوئی کے ستر سال کے بعد پیش آیا۔

1 - علی نمازی شاہرودی، مستدرک سفینہ البحار، ج8، ص257۔

بادشاہ وقت مامون عباسی نے اپنے بنے بنائے پروگرام کے تحت، خلافت کو خاندان عصمت و طہارت کے حوالے کرنے کے بہانے سے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو 200 ہجری میں مدینہ سے مرو بلوا بھیجا، حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی اس تاریخی ہجرت کے ایک سال بعد یعنی 201 ہجری میں اسی خاندان کی ایک اور عظیم شخصیت یعنی حضرت فاطمہ معصومہ نے ایران کی طرف ہجرت فرمائی کہ جو کچھ خاص اہداف و ارادہ کے ساتھ تشریف لائیں۔

لیکن افسوس یہ کہ یہ قافلہ شہر ساوہ تک پہنچا ہی تھا کہ آپ بیمار ہوگئیں اور پھر آپ کی یہ بیماری راہ و سفر کی خستگی و تھکاوٹ کی بنا پر بڑھتی ہی گئی، جس وقت شہر قم کے رہنے والوں کو حضرت فاطمہ معصومہ کے قافلے کی شہر ساوہ میں آمد کی اطلاع ملی تو خاندان سعد[1] ایک ساتھ مل کر شہر ساوہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ سب آنحضرت سے گذارش کریں کہ آپ ان پر احسان فرمائیں اور ہمارے شہر تشریف لے چلیں۔ یہ لوگ جیسے ہی آپ کی خدمت میں پہونچے، اس قافلے میں سے خزرج کے بیٹے موسی آپ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے

-[1] اس زمانے میں شہر قم ایک چھوٹا سا قصبہ تھا اور اس میں اکثر عربی خاندان و قبائل میں سے اشعری اور آل سعد کے شیعہ لوگ رہا کرتے تھے۔ کہ جن میں سے ہر ایک نے کسی نہ کسی زمانے میں اپنے شہروں سے کوچ کر کے عرب حاکموں سے جان بچا کر یہاں رہنا شروع کر دیا تھا۔

اور آپ کے اونٹ کی مہار کو پکڑ کر قم تک لے کے آئے اور آپ کو اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ لیکن افسوس کہ آپ 16 یا 17 روز کے بعد اس شہر میں مقیم رہنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں شرفیاب ہوگئیں اور آپ کی روح پاک ملکوت اعلی میں پہنچ گئی۔ موسی نے آپ کے جنازے کو اپنی زمین میں دفن کیا اور آپ کی قبر پر ایک چٹائی کے بوریے کی چھت ڈالدی یہاں تک کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی دختر نیک اختر جناب زینب سلام اللہ علیھا نے آپ کی قبر پر گنبد اور روضہ منورہ تعمیر کرایا۔

مدت عمر

حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا کی ولادت باسعادت چونکہ پہلی ذیقعدہ 173 ہجری میں واقع ہوئی تھی اور ربیع الثانی 201 ہجری میں دنیا سے رخصت ہوگئیں لہذا آپ کی عمر شریف حدود ا 28 سال کی تھی۔

فضائل

دوسری فصل

دوسری فصل: فضائل

حضرت فاطمہ معصومہ کہ جو معصوم باپ اور پاکدامن ماں کی آغوش تربیت میں پروان چڑھیں اور اپنے عظیم المرتبت بھائی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے تعلیم حاصل کی، بہت زیادہ فضائل و کمالات کی حامل ہیں۔ یہاں پر آپ کے مختصر سے فضائل کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

1-خاندانی شرفت

آپ کی عالی ترین فضیلت یہ ہے کہ آپ خاندان وحی و رسالت اور امامت سے منسوب ہیں، آپ "بنت رسول الله "رسول خدا کی بیٹی" بنت ولي الله" اللہ کے ولی کی بیٹی"اخت ولي الله" اللہ کے ولی کی بہن "عمة ولي الله" اللہ کے ولی کی پھوپی ہیں اور یہی رشتہ آپ کے تمام فضائل و کمالات کا سرچشمہ ہے کہ آپ کی زندگی معصوم امام جیسے حضرت امام موسی کاظم اور

حضرت امام علی رضا علیہا السلام کے زیر سایہ گذری اوران بزرگوار حضرات کی تعلیم سے استفادہ کیا، کہ جو خود آپ کے علمی و عملی درجات کی بلندی و تکامل اور تعالی روح کا بنیادی سبب ہے۔

آپ آغاز زندگی ہی سے ایسے ماحول میں پروان چڑھیں کہ جن کے ماں باپ بہن بھائی سب کے سب اخلاقی فضائل سے آراستہ تھے، عبادت و زہد، تقوی و پرہیز گاری، صدق و بردباری، اور خواہشات کے مقابلے میں صبر و استقامت، سخاوت و پاکدامنی اور ہمیشہ خدا کی یاد، اس پاک سیرت و نیک سرشت خاندان کی خصوصی صفات میں سے ہیں۔

لیکن ان سب چیزوں کے باوجود بھی آپ اپنی ذاتی خصوصیات و روحی کمالات کے باعث اپنے بھائی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بعد اپنے تمام بہن بھائی سے زیادہ بالا مرتبہ پر فائز ہیں۔ جب کہ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی بیٹیاں مورخین کے بقول کم سے کم اٹھارہ تھیں، اور حضرت فاطمہ معصومہ ان سب کے درمیان گران قدر اور باعظمت شخصیت کی حامل تھیں۔ لہذا آپ کی ذات والا صفات کو فضائل اہل بیت علیہم السلام کے نمونہ کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔

2-عبادت

جیسے ہی حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی دختر نیک اختر شہر قم میں وارد ہوئیں۔ موسی بن خزرج کو یہ افتخار حاصل ہوا کہ آپ اور آپ کے قافلے کا میزبان قرار پائے وہ ایک مالدار انسان تھا اور اس کا گھر بھی بہت وسیع و عریض تھا۔

حضرت فاطمہ معصومہ شہر قم میں صرف ایک مسافر کی حیثیت سے تھیں اور آپ کا وہاں پر قیام کا ارادہ نہیں تھا، جبکہ دوسری طرف سے آپ بیمار اور خستہ حال تھیں لیکن پھر بھی موسی بن خزرج کے گھر میں آپ نے ایک جگہ عبادت کے لیے مخصوص فرمائی تاکہ وہاں پر اپنے پروردگار سے تنہائی میں راز و نیاز فرما سکیں، آپ کی وہ عبادت گاہ آج تک موجود ہے کہ جس کو شہر قم میں "بیت النور" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

3- علمی مقام

حضرت فاطمہ معصومہ اس خاندان میں کہ جو علم و تقوی اور اخلاقی فضائل کا سرچشمہ تھا پیدا ہوئیں، اور پروان چڑھیں۔ آپ کے والد گرامی حضرت امام موسی کاظم کے انتقال کے بعد آپ کے بھائی حضرت امام علی رضا نے آپ

اوردوسرے بہن بھائیوں کی تربیت کی ذمہ داری اٹھائی گویا ولادت سے 10 سال کی عمر تک معصوم باپ کے زیر سایہ اور پھر 10 سے 27 سال کی عمر تک اپنے معصوم بھائی کی تربیت میں زندگی بسر کی۔ حضرت امام موسی کاظم کی تقریبا تمام ہی اولاد آپ اور امام علی رضا کی تربیت کے سبب بلند و بالا مقام اور عام وخاص کے زبانزد ہوگئے۔

ابن صباغ مالکی اس سلسلے میں کہتا ہے: ابوالحسن موسی معروف بہ کاظم کے تمام فرزندنے کوئی نہ کوئی خاص فضیلت حاصل کی۔ لیکن ان سب کے درمیان حضرت امام علی رضا کے بعد آپ کی بہن فاطمہ معصومہ علمی و اخلاقی اعتبار سے سب سے بالاتر ہیں۔ یہ حقیقت اس طرح بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ کے بارے میں اکثر آئمہ اطہار کے فرامین اور توصیفات موجود ہیں۔

الف: دوسروں کے سوالات کے علمی جوابات

حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا کے مہم ترین و قابل توجہ فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ آپ صاحب علم کثیر تھیں کہ جو آپ نے اپنے والد گرامی حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے میراث میں پایا تھا، آپ اپنے والد بزرگوار اور اپنے بھائی حضرت امام علی رضاعلیہ السلام کی تربیت سے بہت عظیم مقام پر فائز تھیں ۔اور اس کے ساتھ آپ دوسروں کے سوالات

کے جوابات اس قدر دینے لگی تھیں کہ آپ کے والد بزرگوار کی زبان پر کلمہ "فداها ابوها" جاری ہونے لگا تھا۔[1]

اس بات کی توضیح یہ ہے کہ ایک روز آپ کے کچھ شیعہ حضرات حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی زیارت وملاقات اور کچھ اپنے مسائل معلوم کرنے کی غرض سے مدینہ آئے لیکن جب آپ کے بیت الشرف پر پہنچے اور ملاقات کی درخواست کی تو معلوم ہوا کہ آنحضرت مسافرت پر تشریف لے گئے ہیں اور معلوم نہیں ہے کہ کب تک تشریف لائیں گے، تب ان لوگوں نے واپس ہوتے ہوئے اپنے اپنے سوالات تحریر کیے اور آنحضرت بیت الشرف میں پہنچوادیے ۔ تاکہ جب کبھی دوبارہ مدینہ آناہوا تب اس سوالات کے جوابات معلوم کرلیں گے، لیکن ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ان کو ان کے سوالات کے جوابات موصول ہوگئے کہ جو آنحضرت کی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ معصومہ کی جانب سے ہیں وہ لوگ واپس ہورہے تھے کہ شہر مدینہ سے باہر حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی ،انہوں نے اپنے آنے اور سوالات کے بارے میں سب کچھ آنحضرت سے بیان کردیا۔ آپ نے ان جوابات کو لیا

1 ۔سید جعفر میر عظیمی، بارگاہ فاطمہ معصومہ، تجلیگاہ فاطمہ زہرا، ج2، ص27۔

اور دیکھا تو کامل اور اطمینان بخش پایا تو اپنی بیٹی کی عظمت اور احترام میں تین مرتبہ فرمایا: "فـداها ابـوها" ۔[1]

یہ کلمات حضرت رسول اکرم کی فرمائش کہ جو آپ نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے متعلق فرمایا تھا؛ یاد دلاتے ہیں اور حضرت فاطمہ معصومہ کی بلندی و عظمت پر دلیل ہیں۔

ب: نقل حدیث

حضرت رسول اکرم اور آئمہ طاہرین کی سنت و فرمائشات اسلام کے دو اصلی منابع میں سے ایک ہیں کہ جو انسانوں کی ہدایت کے لیے موجود ہیں اسی وجہ سے امت اسلام سے بہت سی عظیم شخصیتوں نے قرآن کریم کی کتابت کے ساتھ ساتھ حدیث کی تعلیم اور نقل حدیث کو بھی اپنا وظیفہ سمجھا ہے۔اس لیے کہ حضرات معصومین علیہم السلام کی احادیث نقل کرنا کہ جو انسانوں کی ہدایت واسلامی معاشرے کی ترویج کا سبب بنیں اس کام کو بہترین عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔[2]

---

1 ۔ دیکھیے: محمد علی معلم، الفاطمۃ المعصومہ، ص77۔

2 ۔ دیکھیے: محمد باقر مجلسی، بحارالانوار، ج2، ص145۔

1- حدیث غدیر

ان احادیث کہ جن کو حضرت فاطمہ معصومہ نے نقل فرمایا ہے ان میں سے ایک مشہور و معروف، حدیث غدیر ہے: حدثنا فاطمة و زينب وام كلثوم بنات موسي بن جعفر قلن:حدثتنا فاطمة بنت جعفر بن محمد الصادق، حدثتني فاطمه بنت محمد بن علي، حدثتني فاطمه بنت علي ابن الحسين، حدثتني فاطمه و سكينه ابنتا الحسين بن علي عن ام كلثوم بنت فاطمه بنت نبي عن فاطمه بنت رسول الله قالت: انسيتم قول رسول الله يوم غدير خم: من كنت مولاه فعلي مولاه"۔حضرت فاطمہ معصومہ، زینب اور ام کلثوم حضرت امام موسی کاظم کی بیٹیوں نے بیان کیا ہے کہ ہم سے حضرت امام جعفر صادق کی بیٹی فاطمہ نے نقل کیا اور ان سے حضرت امام محمد باقر کی بیٹی فاطمہ نے نقل کیا اور ان سے حضرت امام زین العابدین کی بیٹی فاطمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت امام حسین کی دو بیٹیوں جناب فاطمہ اور سکینہ نے نقل کیا کہ ہم سے حضرت علی کی بیٹی جناب ام کلثوم نے بیان کیا اور

ان سے ان کی والدہ حضرت رسول اکرم کی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ زہرا نے بیان فرمایا کہ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

کیا حضرت رسول اکرم کی فرمائش بھول گئے کہ آپ نے روز غدیر خم فرمایا تھا: جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کے علی مولا ہیں۔[1]

2-حدیث منزلت

حضرت فاطمہ معصومہ نے مذکورہ سلسلہ سند کے ساتھ حدیث منزلت کو بھی نقل فرمایا ہے:حدثتنا فاطمه وزينب وام كلثوم بنات موسي بن جعفر--- عن فاطمه بنت رسول الله، قالت: انسيتم قوله: انت مني بمنزلة هارون من موسي" حضرت فاطمہ معصومہ،زینب اور ام کلثوم حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی بیٹیوں نے۔۔۔حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت رسول اللہ سے نقل فرمایا ہے کہ: آپ نے فرمایا کہ کیا تم رسول خدا کی فرمائش کو بھول گئے کہ آپ نے حضرت علی کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:اے علی تیری نسبت مجھ سے ایسی ہی ہے کہ جیسے ہارون کو موسی سے تھی۔[2]

---

[1] - امینی،الغدیر، بیروت، دارالکتاپ العربی، طبع چہارم،1397ھ،ص197۔

[2] - امینی،الغدیر، بیروت، دارالکتاپ العربی،طبع چہارم،1397ھ،ص197۔

3-حدیث حب آل محمد

حضرت فاطمہ معصومہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ سے انہوں نے زینب بنت امیر المومنین سے اور انہوں نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا: الامن مات علي حب آل محمد مات شهيدا" آگاہ ہو جاؤ کہ جو بھی محبت اہل بیت پر مرتا ہے وہ شہید کی موت مرتا ہے۔[1]

4-طہارت امام حسین علیہ السلام

حدثني الحسن بن يزيد عن فاطمه بنت موسي، عن عمر بن علي بن الحسين، عن فاطمه بنت الحسين، عن اسماء بنت ابي بكر، عن صفيه بنت عبد المطلب، قالت: لما سقط الحسين من بطن امه و كنت وليتها قال النبي يا عمة! هلمي الي ابني فقلت: يا رسول الله انما لم ننظفه بعد، فقال: يا عمة انت تنظفيه؟! ان الله تبارك و تعالي قد نظفه و طهره-

---

[1] - محمد رازی، گنجینہ دانشمندان،ج1،ص16۔

زید کے فرزند حسن نے حضرت فاطمہ بنت موسی سے اور آپ نے امام زین العابدین کے فرزند عمر اشرف سے انہوں نے امام حسین کی بیٹی فاطمہ سے اور انہوں نے اسماء بنت ابی بکر سے اور انہوں نے صفیہ بنت عبد المطلب سے نقل کیا ہے کہ جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی، میں حضرت کی دائی کے طور پر خدمت میں موجود تھی اس وقت رسول اکرم نے مجھ سے فرمایااے پھوپی جان میرے بیٹے کو مجھے لاکر دو میں نے عرض کی: یارسول اللہ ہم نے ابھی بچے کو غسل نہیں دیا اور پاک نہیں کیا ہے، آپ نے تعجب سے کہا اے پھوپی کیا آپ اس بچے کو پاک کریں گی ؟ اس کو خداوند عالم نے پاک وپاکیزہ خلق فرمایاہے۔[1]

5-حدیث معراج

حضرت فاطمہ معصومہ نے جن احادیث کو نقل فرمایاہے ان میں سے ایک معروف و مشہور حدیث، حدیث معراج ہے کہ جو اس طرح نقل ہوئی ہے:
حدثتني فاطمه بنت موسي بن جعفر --- عن فاطمه بنت رسول الله قالت: سمعت رسول الله، يقول: لما اسري بي الي السماء دخلت الجنة فاذا انا بقصر من درة بيضاء مجوفة، و

1 ۔ حسین شاکری، العقیلۃ والفواطم، قم نشر حکمت، ص197۔

عليها باب مكلل بالدر والياقوت، وعلي الباب ستر فرفعت راسي فاذا مكتوب علي الباب " لااله الا الله محمد رسول الله، علي ولي القوم"

۔۔۔ حضرت امام موسی کاظم ابن جعفر صادق کی بیٹی حضرت فاطمہ معصومہ نے روایت نقل فرمائی ہے۔۔۔۔ حضرت فاطمہ زہرا سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: جس وقت مجھ کو آسمان پر معراج کے لیے لے گئے اور میں بہشت میں پہونچا تو اپنے آپ کو ایک ایک سفید موتیوں کے قصر میں پایا کہ جس کا دروازہ در و یاقوت سے بنا ہوا تھا اور اس کے اوپر ایک پردہ لٹکا ہوا تھا میں نے اپنے سر کو بلند کیا تو اس پر ایک تحریر کو دیکھا کہ "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی القوم" لکھا ہوا ہے۔[1]

1 ۔سید مرتضی ابطحی، الشیعہ فی احادیث الفریقین، طبع اول،1416ھ، نشر مؤلف، ص119۔ علی نمازی، مستدرک سفینۃ البحار، قم، جامعہ مدرسین،1419ھ، ج6، ص14۔

4- مقام شفاعت کا حامل ہونا

مذہب شیعہ کے مہمترین اعتقادات میں سے ایک مضبوط عقیدہ شفاعت کا ہے کہ قیامت کے ہولناک ماحول میں رسول اکرم اور آپ کے اہل بیت علیہم السلام اور دوسرے شفاعت کرنے والوں کے ذریعہ شفاعت ہوگی۔ شفاعت میں سب سے بڑا مقام رسول اکرم کا ہے کہ قرآن کریم میں آپ کے اس مقام کو مقام محمود سے تعبیر کیا ہے: عسي ان يبعثك ربك مقامامحمودا -[1]

اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے خاندان عصمت و طہارت میں سے دو خواتین ہیں کہ جن کو شفاعت کا حق حاصل ہے وہ دو معزز خواتین ایک حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت محمد مصطفی صل اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور دوسری حضرت فاطمہ معصومہ بنت موسی بن جعفر علیہم السلام ہیں۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے شفاعت کرنے کے سلسلے میں یہی کافی ہے کہ بعض تعلیمات اسلامی میں شفاعت کو حضرت فاطمہ زہرا کا حق مہر قرار دیا گیا ہے، کہ جو آپ کی شادی کے وقت امین وحی آپ کے والد گرامی کے پاس خداوند عالم کی جانب سے آپ کے لیے تحفہ کے طور پر لائے تھے۔ لیکن

1 - اسراء(17) آیت 79۔

حضرت فاطمہ معصومہ کے حق شفاعت کے سلسلے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ آپ نے فرمایا: تدخل بشفاعتها شيعتي الجنة باجمعهم" حضرت فاطمہ معصومہ کی شفاعت کے ذریعہ میرے تمام شیعہ جنت میں جائیں گے۔[1]

اور ایک روایت میں کہ جو آپ کے برادر عزیز حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی فرمائش ہے کہ جب آنحضرت نے سعد قمی کو آپ کی زیارت تعلیم فرمائی تو اس میں ارشاد فرمایا: يا اشفعي لي في الجنةفان لك عند الله شانا من الشان، اے فاطمہ میرے لیے جنت کی شفاعت کرنا اس لیے کہ خدا نزدیک آپ کی بہت بڑی شان ہے۔ یہ کلمات کہ جو حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زبان مبارک پر جاری ہوئے ہیں، آپ کے حق شفاعت اور آپ کے مقام کی عظمت وبلندی پر بہت بڑی دلیل ہیں۔[2]

محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا ایک مقام ایسی جگہ پر ہوگا کہ جہاں سے سارے محشر پر نگاہ جائے گی جب روز قیامت برپا ہوگا تو ہر شخص کی

1 - مستدرک سفینہ البحار، ج2، ص376۔ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج57، ص228۔

2 - محمد باقر مجلسی، بحارالانوار، ج99، ص267۔

دونوں آنکھوں کے درمیان اس کے اعمال وعقیدے کی مناسبت سے مومن یا کافر لکھ دیا جائے گا پس اس وقت جو بھی محب اہل بیت ہو گا اور گنہگار ہو گا اس کے لیے حکم آئے گا کہ اس کو جہنم میں ڈالدیا جائے اس وقت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جب اس شخص کو دیکھیں گی تو فرمائیں گی: بارالہا اے میرے پروردگار میرا نام فاطمہ رکھا تاکہ میرے ذریعہ سے میرے شیعوں محبوں اور میری ذریت کو نجات دے تیرا وعدہ حق ہے اور تو کبھی بھی اپنے وعدہ سے منھ نہیں موڑتا۔

حضرت فاطمہ معصومہ بھی اپنی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی طرح حق شفاعت رکھتی ہیں شاید آپ کا نام فاطمہ رکھنے میں بھی اسی مناسبت کا خیام رکھا گیاہو۔

5- آپ کی قبر مطہر کی زیارت کا ثواب

دنیا کے تمام ادیان میں اپنے بزرگوں اور مذہبی شخصیتوں کی قبروں کی زیارت کرنارائج ومرسوم تھااور ہے، صدر اسلام کے مسلمان بھی اسی سیرت کی پیروی کرتے رہے رسول اکرم نے بھی جناب امیر حمزہ کی قبر مطہر کی مقام احد میں زیارت فرمائی اور اپنی والدہ گرامی کی قبر مطہر کی مقام ابواء میں زیارت

کے لیے گئے، اور سب سے فرماتے تھے: "زوروا القبور فانها تذکر الموت "قبروں کی زیارت کرو کہ یہ موت کو یاد دلاتی ہے۔[1]

اہل سنت کی معتبر کتابوں میں زیارت قبور کے متعلق متعدد احادیث خصوصا قبر رسول اکرم اور بقیع واحد کی قبور کے متعلق بہت زیادہ روایات مذکور ہیں، کہ جن میں تقریبا سو روایات کو علامہ امینی نے کتاب الغدیر میں جمع کیا ہے۔[2]

سمہودی نے زیارت قبر رسول اکرم وقبول اہل بیت وشہداء احد کو مستحب مانتے ہوئے قاضی عیاض سے اس طرح نقل کیاہے: حضرت رسول اکرم سے منسوب تمام مقامات مقدسہ اور مشاہد مشرفہ کی زیارت، آنحضرت کی تعظیم وتجلیل کا سبب ہیں۔[3]

حضرت فاطمہ معصومہ بھی انہی مذہبی شخصیتوں میں سے ایک عظیم شخصیت ہیں، چودہ معصومین علیہم السلام کی زیارتوں کے بعد آپ کی زیارت کی بھی بہت زیادہ تاکید ہوئی ہے اس لیے کہ آنحضرت کے روضہ منورہ کی زیارت انسان کی

---

[1] - محمد بن جمال الدین المکی العاملی معروف بہ شہید اول، ذکر الشیعہ فی احکام الشریعہ، ج2، ص62۔

[2] - دیکھیے: امینی، الغدیر، ج5، ص84-129۔

[3] - وفاء الوفاء، ج4، ص1413۔

مایوسانہ زندگی میں ایک امید کی کرن روشن کرتی ہے انسان کو اعتماد نفس عطا کرتی ہے اور انسان کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو نجات دیتی ہے۔ آپ کے مزار کی زیارت باعث ہوتی ہے کہ انسان غرور تکبر سے چھٹکارہ پالے اور آپ کو خداوندعالم کے بارگارہ میں واسطہ قرار دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے بزرگوں نے آنحضرت کے روضہ کے زیارت کی بہت زیادہ تاکید فرمائی اور اس زیارت کا بہت زیادہ اجر و ثواب بیان فرمایا ہے۔

حضرت فاطمہ معصومہ کے روضہ مبارکہ کا ثواب اور برکت یہ ہے کہ مشہور ومعروف شخصیت، عظیم فلسفی، اور عارف کامل جناب علامہ طباطبائی ماہ مبارک رمضان میں افطار سے پہلے آپ کے حرم مطہر میں تشریف لاتے اور آپ کے حرم کی درودیوار اور آپ کی ضریح مطہر کے بوسے لے کر اپنے روزے کی افطار فرماتے تھے۔[1]

حضرت فاطمہ معصومہ کی قبر کی زیارت کے ثواب کے سلسلے میں اور اس کی کیفیت و مقدار ثواب کے بارے میں بہت زیادہ روایات نقل ہوئی ہیں کہ یہاں پر صرف چند روایات کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔

---

1 - دیکھیے: بیرزن سعادت، بارگاہ معصومہ، 119۔

1-ان جماعة من اهل الري دخلوا علي ابي عبدالله الصادق وقالوا نحن اهل الري فقال: مرجبا باخواننا من اهل قم، فقالوا نحن من اهل الري فاعاد الكلام قالو ذالك مرارا و اجابهم مثل اجاب به اولا، فقال ان لله حرما وهو مكة و ان للرسول حرما وهو المدينة وان لاميرالمؤمنين حرما وهو الكوفة، وان لنا حرما وهو بلدة قم وستدفن فيها امراة من اولادي تسمي فاطمة فمن زارها وجبت له الجنة؛

شہر ری سے کچھ لوگ حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں مشرف ہوئے اور کہا کہ ہم شہر ری کے رہنے والے ہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، حضرت نے فرمایا: شہر قم سے ہمارے دوستوں کو خوش آمدید، انہوں نے کہا کہ ہم شہر ری سے آئے ہیں امام نے پھر وہی جواب دیا، ان لوگوں نے دوبارہ اپنی بات کی تکرار کی لیکن امام کی زبان مبارک پر وہی کلمات آتے رہے۔ پھر کئی مرتبہ کے بعد آپ نے فرمایا: بیشک خداوندعالم کا حرم ہے کہ جو مکہ میں ہے اور رسول خدا کا حرم مدینہ میں ہے امیر المؤمنین کا حرم کوفہ میں ہے ہم اہل بیت کا حرم شہر قم میں ہے عنقریب میری اولاد میں سے ایک بیٹی بنام فاطمہ اس شہر میں

دفن ہوگی جو شخص بھی اس شہر میں ان کی زیارت کرے گا اس پر جنت واجب ہو جائے گی۔[1]

2- علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں اور آیت اللہ بروجردی نے جامع احادیث شیعہ میں ایک حدیث اس مضمون میں نقل فرمائی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ان زیارتها تعادل الجنة؛ حضرت فاطمہ معصومہ کی قبر کی زیارت جنت کے مساوی وبرابر ہے۔[2]

3- شیخ صدوق نے اپنے والد گرامی اور محمد بن موسی بن متوکل سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: حدثنا علي بن ابراهيم بن هاشم عن ابيه عن سعد قال: سالت ابا الحسن الرضا عن زيارة فاطمة بنت موسي بن جعفر فقال: من زاهافله الجنة؛ علی بن ابراہیم نے سعد بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت امام رضا

1 - محمد مھدی حائری، شجرہ طوبی، ج1، ص23۔

2 - محمد باقر مجلسی ، بحارالانوار، ج57، ص210۔ حسین طباطبائی بروجردی، جامع احادیث الشیعہ، ج12، ص617۔

علیہ السلام سے حضرت فاطمہ معصومہ کی زیارت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: جو بھی آپ کی زیارت کرے گا اس کی جزاء جنت ہے۔[1]

4- حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنی خواہر گرامی حضرت فاطمہ معصومہ کی زیارت کے ثواب کی مقدار کے متعلق اس طرح اشارہ فرمایا ہے : من زار المعصومة بقم كمن زارني؛ جو شخص بھی شہر قم میں معصومہ کی زیارت کرے وہ اس شخص کی مانند ہے کہ جس نے میری زیارت کی ہے۔[2]

5- شیخ صدوق نے اپنے والد محترم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے بھی اپنی پھوپی فاطمہ معصومہ کی قبر کی زیارت کے متعلق فرمایا: من زار قبر عمتي بقم فله الجنة؛ جو شہر قم میں میری پھوپی کی قبر کی زیات کرے اس کے لیے جنت ہے۔[3]

1 - شیخ صدوق، عیون اخبار الرضا، ج1، ص300۔

2 - محمد علی معلم، الفاطمۃ المعصومۃ، ص64۔ بنقل از ریاحین الشریعۃ، ج5، ص35۔ محمد تقی خان سپہر، ناسخ التواریخ، ج3، ص68۔

3 - جعفر ابن محمد قولویہ، کامل الزیارات، ص536۔

ماثورہ زیارت نامہ

حضرت فاطمہ معصومہ تمام فرزندان آئمہ طاہرین میں سے ان خاص فرزندوں میں سے ہیں کہ جن کا زیارت نامہ ماثورہ ہے۔[1]

ایک روایت کہ جو سعد قمی سے نقل ہوئی ہے مذکورہ ہے کہ ایک روز میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہوا، آنحضرت نے مجھ سے معلوم کیا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے شہر میں ایک ہماری قبر بھی ہے۔ میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان ہو جاؤں کیا آپ کی مراد حضرت فاطمہ معصومہ بنت موسی کاظم علیہ السلام کی قبر ہے ؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں؛ پھر فرمایا: من زارها عارفا تحقها فله الجنة- جو شخص بھی ان کی زیارت کرے اس صورت میں کہ وہ ان کے حق و مقام سے واقف ہو تو اس کی جزا جنت ہے۔[2]

[1] -ماثورہ زیارت نامہ اس کو کہتے ہیں کہ جو کسی امام معصوم نے کسی صاحب قبر کے لیے تعلیم دیا ہو، یا خود قبر پر جا کر پڑھا ہو۔

[2] - حسین نوری، مستدرک الوسائل، ج10، ص368۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اس نورانی حدیث شریف میں نہ یہ کہ صرف اپنی خواہر گرامی کی زیارت کے ثواب کو بیان فرمایا ہے بلکہ آداب زیارت اور اس کی کیفیت کو بھی بیان فرمادیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

فاذا اتيت القبر عند راسها مستقبل القبلة و كبر اربعا و ثلاثين تكبيرة، وسبح ثلاثا و ثلاثين تسبيحة، واحمد الله ثلاثا و ثلاثين تحميدة، ثم قل: السلام علي - - - الي آخر الزيارة-آپ جب بھی آنحضرت کی قبر مبارک کے قریب جائیں تو آپ کے سرہانے قبلہ رخ کھڑے ہو کر 34 مرتبہ اللہ اکبر، 33 مرتبہ سبحان اللہ اور 33 مرتبہ الحمد للہ پڑھیں اور پھر زیارت کی تلاوت فرمائیں:

زیارت نامہ

اَلسَّلامُ عَلى آدَمَ صَفوَةِ الله ، اَلسَّلامُ عَلى نوُح نَبىِّ الله ، اَلسَّلامُ عَلى اِبْرهيم خَليل الله، اَلسَّلامُ عَلى موُسى كَليم الله، اَلسَّلامُ عَلى عيسى روُحِ الله ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا خَيْرَ خَلْقَ الله ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا صَفِيَّ الله، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْد الله ، خاتَمَ النَّبيّينَ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا اَميرَالمُؤْمِنينَ عَلىَّ بْنَ اَبى طالِب، وَصِىَّ

رَسولِ اللهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْك يا فاطِمةَ سَيِّدَةَ نساءِ الْعالَمينَ، اَلسَّلامُ عَلَيْكُما يا سِبْطَيْ نَبيِّ الرَّحمةِ، وَ سَيِّدَيْ شَباب اهل الْجَنَّة ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْن ، سَيِّدَ الْعابدينَ وَ قُرَّةَ عَيْن النّاظِرينَ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ، باقِرَ الْعِلْمِ بَعْدَ النَّبيِّ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّد الصّادِقَ الْبارَّ الْأمينَ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا موسَى بْنَ جَعْفَر الطّاهرَ الطهرَ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا عَلِيَّ بْنَ مو سَى الرِّضَا الْمُرْتَضى، اَالسَّلامُ عَلَيْكَ يا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِي التَّقِيَّ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّد النَّقِيَّ النّاصِحَ الْأَمينَ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا حَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، اَلسَّلامُ عَلَى الْوَصِيِّ مِنْ بَعْدِه . اَللهُمَّ صَلِّ عَلى نُورِكَ وَ سِراجِكَ، وَ وَلِيِّ وَلِيِّكَ، وَ وَصِيِّكَ، وَ حُجَّتِكَ عَلى خَلْقِكَ اَلسَّلامُ عَلَيْك يابِنْتَ رَسولِ اللهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْك يابِنْتَ فاطِمَةَ وَ خَديجة، اَلسَّلامُ عَلَيْك يابِنْتَ اَميرِ الْمُؤْمِنينَ، اَلسَّلامُ عَلَيْك يابِنْتَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ اَلسَّلامُ عَلَيْك يابِنْتَ وَلِيِّ الله، اَلسَّلامُ عَلَيْك يا اُخْتَ وَلِيِّ الله، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا عَمّة وَلِيِّ الله ، اَلسَّلامُ عَلَيْك يابِنْتَ موُسَى بْن جَعْفَر ، وَ رَحمَة اللهِ وَ بَرَكاتُهُ. اَلسَّلامُ عَلَيْك ، عَرَّفَ اللهُ بَيْننا وَ بَيْنَكُمْ فِي الجنَّةِ، وَ حَشَرَنا فى زُمْرَتِكُمْ، وَ أَوَرَدْنا حَوْضَ نَبيِّكُمْ، وَ سَقانا

بكَأْس جَدِّكُمْ مِنْ يَد عَلِي بْن اَبى طالِب، صَلَواتُ الله عَلَيْكُمْ ، أَسْئَلُ اللهَ أَنْ يُرِيَنا فيكُمُ السُّرُورَ وَ الْفَرَجَ ، وَأَنْ يَجْمَعَنا وَ إيّاكُمْ فى زُمْرَة جَدِّكُمْ مُحَمَّد، صَلَّى اللهُ عَلَيه وَ آلهِ، وَأَنْ لا يَسْلُبَنا مَعْر فَتَكُمْ، إنَّه وَلِيٌّ قَديرٌ. أَتَقَرَّبُ إلَى اللهِ بحُبِّكُمْ وَ الْبَرة مِنْ أَعْدائِكُمْ، وَ التَّسْليم إلَى اللهِ ، راضِياً بهِ غَيْرَ مُنْكِر وَ لا مُسْتَكْبر وَ عَلى يَقين ما أتى به مَحَمَّدٌ وَ به راض، نَطْلُبُ بذلِكَ وَجهكَ يا سَيِّدى ، اَللهمَّ وَ رضاكَ وَ الدّارَ الْآخِرَة . يا فاطِمَةُ اشْفَعى لى فِى الْجَنَّةِ، فَا نَّ لَكَ عِنْدَالله شَأْناً مِنَ الشَّأْنِ. اَللهُمَّ انى اَسْئَلُكَ أَنْ تَخْتِمَ لى بالسَّعادَة ، فَلاتَسْلُبْ مِنّى ما أَنا فيه، وَ لاحَولَ وَلا قُوةَ إلا بالله الْعَلِيِّ الْعَظيم. اَللهمَّ اسْتَجبْ لَنا، وَ تَقَبَّلهُ بكَرَمِكَ وَ عِزَّتِكَ وَ برَحْمَتِك وَ عافِيَتَكَ، وَ صَلَّى اللهُ عَلى مُحَمَّد وَ آلهِ أَجْمَعينَ، وَ سَلَّمَ تَسْليما يا أَرْحَمَ الرّاحِمين.[1]

---

1 - جواد قیومی، صحیفة الرضا، قم، جامعة مدرسین، طبع اول، ص238-240.

ترجمہ

سلام ہو خدا کے انتخاب کردہ آدم پر، سلام ہو خدا کے نبی نوح پر، سلام ہو خدا کے دوست ابراہیم پر، سلام ہو خدا سے بات کرنے والے موسی پر، سلام ہو خدا کی روح عیسی پر، سلام ہو آپ پر اے خداوند عالم کی بہترین مخلوق، سلام ہو آپ پر اے خدا کے انتخاب شدہ پیغمبر، سلام ہو آپ پر اے محمد ابن عبداللہ سب سے آخری نبی، سلام ہو آپ پر اے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب، رسول خدا کے جانشین، سلام ہو آپ پر اے فاطمہ، ساری کائنات کی عورتوں کی سردار، سلام ہو آپ پر اے نبی رحمت کے دونوں بیٹوں اور جنت کے جوانوں کے سرداروں، سلام ہو آپ پر اے علی ابن الحسین، عبادت کرنے والوں کے سردار اور دیکھنے والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک، سلام ہو آپ پر اے محمد ابن علی، نبی کے بعد علم کو پھیلانے والے، سلام ہو آپ پر اے جعفر ابن محمد، صادق، نیک اور امانتدار، سلام ہو آپ پر اے موسی ابن جعفر، پاک و پاکیزہ، سلام ہو آپ پر اے علی ابن موسی، جس کی مرضی خدا کی مرضی ہے، سلام ہو آپ پر اے محمد تقی ابن علی،، سلام ہو آپ پر اے علی نقی ابن محمد،

امانتدار اور نصیحت کرنے والے، سلام ہو آپ پر اے حسن عسکری ابن علی، سلام ہو حسن عسکری کے بعد ان کے جانشین پر۔

پروردگار! درود و سلام بھیج اپنے نور اور اپنے چراغ اور اپنے دوست کے دوست اور جانشین پر اور اپنی مخلوقات پر حجت پر۔

سلام ہو آپ پر اے رسول خدا کی بیٹی، سلام ہو آپ پر اے فاطمہ اور خدیجہ کی بیٹی، سلام ہو آپ پر اے امیر المؤمنین کی بیٹی، سلام ہو آپ پر اے حسن و حسین کی بیٹی، سلام ہو آپ پر اے خدا کے دوست کی بیٹی، سلام ہو آپ پر اے خدا کے دوست کی بہن، سلام ہو آپ پر اے خدا کے دوست کی پھوپی، سلام ہو آپ پر موسی ابن جعفر کی دختر اور آپ پر خدا کی رحمت اور اس کی برکت ہو۔

سلام ہو آپ پر کہ خداوند عالم ہم کو جنت میں آپ کی زیارت سے نوازے اور ہمیں آپ کے زمرے میں شمار فرمائے، اور ہم کو آپ کے جد نبی اکرم کی حوض پر پہنچائے اور آپ کے دادا امیر المؤمنین کے دست مبارک سے سیراب کرائے، آپ سب پر خدا کا درود و سلام ہو، میں خداوند عالم کی بارگاہ میں ملتجی ہوں کہ ہم کو آپ کے ذریعہ کشائش دکھائے اور ہم کو و تم کو آپ کے جد

حضرت محمد کے زمرے میں شامل فرمائے، خدا کا درود و سلام ہو محمد اور ان کی آل پاک پر، خداوند عالم ہم سے آپ کی معرفت و محبت کو سلب نہ کرلے کہ وہی سب کا سرپرست اور قدرت رکھنے والا ہے۔

میں آپ کی محبت اور آپ کے دشمنوں سے بیزاری کے سبب خداوند عالم سے قربت حاصل کرنا چاہتا ہوں، میں خداوند عالم کے حضور تسلیم ہوں اور اس سے راضی و خوشنود ہوں نہ اس کی مخالفت کرتا ہوں اور نہ اس کے سامنے غرور و تکبر کرتا ہوں اور میں جو حضرت محمد لے کر آئے ان سب پر یقین رکھتا ہوں اور ان سے راضی ہوں۔

اے میرے پروردگار! ان سب چیزوں کے سبب میں تیری خوشنودی چاہتا ہوں، اے میرے پروردگار! صرف تیری خوشنودی اور آخرت کا گھر۔

اے فاطمہ جنت میں میری شفاعت کرنا، اس لیے کہ خداوند عالم کے نزدیک آپ کی بہت منزلت ہے۔

اے میرے پروردگار! میں تجھ سے ملتجی ہوں کہ میرا خاتمہ بالخیر کرنا اور مجھ سے میری ان نیکیوں کو سلب نہ کرنا۔

خدا کے سوا نہ کوئی طاقت ہے اور نہ کوئی قدرت، کہ وہ بہت بلند و عظمت والا ہے۔

اے میرے پروردگار! اس دعا و زیارت کو اپنے کرم و عزت اور رحمت و عافیت کے صدقہ میں قبول فرما، اور محمد و آل محمد پر درود و سلام بھیج، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

زیارت نامہ پر ایک نگاہ

جیسا کہ اس سے پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ یہ زیارت نامہ ایک امام معصوم سے منقول وماثور زیارت نامہ ہے۔ یعنی حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنی خواہر گرامی کے لیے ایجاد فرمایا اور اور ہدیہ کیا، یہ حضرت معصومہ کی عظمت پر دلیل ہے کہ آپ اپنی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا کے بعد تنہا ایسی خاتون ہیں کہ جن کا زیارت نامہ کسی معصوم سے ماثور ہو۔ یہ زیارت نامہ دوسرے زیارت ناموں کے مقابل کچھ خاص نکات و امتیازات کا حامل ہے کہ جن کی طرف اشارہ کرنا مناسب ہے:

1- زیارت نامہ کا آغاز انبیاء علیہم السلام جیسے آدم، نوح، ابراہیم، موسی و عیسی ابن مریم اور چودہ معصومین علیہم السلام پر سلام کے ذریعہ ہوا ہے یہ سلام کہ جو انتہائی مودبانہ اور خاضعانہ ہیں بہت ہی مناسب مقدمہ ہیں حضرت معصومہ پر سلام کرنے کے لیے۔

2- زیارت نامہ میں عام نبیوں پر ایک سلام ذکر ہوا ہے جب کہ ہمارے پیغمبر اکرم پر چار سلام مذکور ہیں، کہ جو ہر ایک کسی خاص صفت کے ساتھ ذکر ہوئے ہیں جیسے رسول اللہ، خیر خلق اللہ، صفی اللہ اور خاتم النبیین، کہ جو رسول اکرم کے دوسرے نبیوں پر فضیلت کے بیانگر ہیں۔

3- ایک اور نکتہ کہ جو بہت زیادہ قابل توجہ ہے وہ یہ کہ دوسرے زیارت ناموں میں صاحب زیارت نامہ کے علاوہ باقی دیگر ہستیوں سلام غایب ہونے کی حیثیت سے بیان ہوا ہے جب کہ اس زیارت نامہ میں پیغمبر اکرم سے امام حسن عسکری تک مخاطب کی حیثیت سے سلام ذکر ہوا ہے گویا یہ اشارہ ہے کہ حضرت معصومہ کا حرم تمام چودہ معصومین علیہم السلام کا آشیانہ ہے یعنی یہ حرم، حرم رسول بھی ہے اور حرم امیر المؤمنین بھی، حرم حضرت فاطمہ بھی ہے اور حرم دیگر معصومین بھی، لہذا جو کوئی بھی حضرت فاطمہ معصومہ کے حرم کی زیارت سے مشرف ہو گویا اس کو حضرت رسول اکرم، حرم امیر المؤمنین اور تمام معصومین کے حرم کی زیارت کا شرف مل گیا ہے۔ اس واقعیت پر حضرت امام جعفر صادق کی فرمائش پر ایک دلیل ہے کہ آپ نے فرمایا: خداوند عالم کا حرم مکہ معظمہ میں ہے، رسول اکرم کا حرم مدینہ منورہ میں ہے و امیر المؤمنین کا حرم کوفہ میں ہے اور ہم معصومین کا حرم شہر قم میں ہے۔[1]

4- مذکورہ نکات سے بھی زیادہ قابل توجہ یہ نکتہ ہے کہ جہاں تمام معصومین پر مخاطب کی حیثیت سے سلام ذکر ہوا وہاں حضرت حجت ابن الحسن امام زمان عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف پر غایب کی حیثیت سے سلام ذکر ہوا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ سلام کی کیفیت میں یہ تبدیلی کسی راز کی طرف اشارہ ہے، شاید وہ

---

[1] - محمد مہدی حائری، شجرہ طوبی، ج 1، ص 23۔

یہ ہو کہ حضرت کی اکثر عمر شریف حالت غیبت میں گذرے گی یعنی اگر چہ زندہ وحاضر ہیں لیکن لوگوں کی نظروں سے غایب ہیں۔

5- حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اس زیارت نامہ میں انبیاء اور معصومین علیہم السلام پر درود و سلام بھیجنے کے بعد اپنی خواہر گرامی کی خدمت میں سلام پیش کیا ہے اور آپ کا اس طرح تعارف کرایا کہ آپ کو حضرت امام موسی کاظم کی بیٹی کے ساتھ ساتھ رسول خدا کی بیٹی اور جناب خدیجہ، حضرت امیر المؤمنین ، حضرت فاطمہ زہرا، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کی بھی بیٹی قرارا دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت معصومہ ان تمام بزرگوں کی خوبیوں اور نیکیوں کی وارث ہیں اور ان تمام اچھائیوں پر عمل پیرا ہو کر اپنا تقدس اور احترام میں اضافہ فرمایا ہے۔

6-اس سلسلہ کا آخری نکتہ یہ ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس زیارت نامہ میں اپنی خواہر گرامی کا "بنت ولي الله" "اخت ولي الله" اور "عمةولي الله" کے طور پر تعارف کرایا ہے، اس تعارف میں یہ نکات اتفاقی امر نہیں ہیں بلکہ اس میں اس عقیدہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت معصومہ قم ایسی بیٹی ہیں کہ ولی خدا یعنی حضرت امام موسی کاظم آپ کی عظمت ومقام پر فخر فرماتے ہوئے ارشاد فرمائیں: فداها ابوها"۔

اور ایسی بہن ہیں کہ جنہوں نے ولی خدا یعنی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ساتھ حق خواہری کو صحیح معنوں میں ادا کیا ہے، اور آنحضرت اپنی اس خواہر گرامی کے بے نظیر وجود سے خوشحال ہیں، اس حد تک خود اسی زیارت نامہ میں آپ سے اپنی شفاعت کے لیے متوسل ہیں اور فرماتے ہیں: یا فاطمة اشفعي لي في الجنة اے فاطمہ روز قیامت میرے لیے جنت کی شفاعت فرمانا۔

اور ایسی پھوپی ہیں کہ پر حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو فخر ہے۔

حضرت فاطمہ معصومہ اور حضرت زینب کے درمیان اشتراکات

خاندان عصمت وطہارت، رسالت وامامت کی خواتین حضرت زینب کبری سلام اللہ علیہا اور حضرت فاطمہ معصومہ کے درمیان کچھ وجوہات مشترک اور وہ دونوں حضرات بعض جہات سے ایک دوسرے سے مشابہ ہیں، مثلا وہ دونوں امام معصوم کی بیٹی، امام معصوم کی بہن اور امام معصوم کی پھوپی ہیں، ان دونوں کا اپنے اپنے زمانے کے اماموں نے خاص احترام اور تعظیم کی ہے، اور ان کی بہت زیادہ تعریف ومدح سرائی فرمائی ہے۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا اپنے جد بزرگوار رسول اکرم، والد گرامی امیر المؤمنین، برادر ارجمند حضرت امام حسین اور بھتیجے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے ذریعہ مدح و ثناء اور تجلیل و تکریم کی حامل رہیں اسی طرح حضرت فاطمہ معصومہ بھی اپنے جد بزرگوار حضرت امام جعفر صادق، اپنے والد گرامی حضرت امام موسی کاظم، اپنے بردار ارجمند حضرت امام علی رضا اور اپنے بھتیجے حضرت امام محمد تقی کے ذریعہ مدح وثناء اور تجلیل و تکریم کی حامل رہیں۔

اور وجہ اشتراک یہ بھی ہے کہ یہ دونوں معزز خواتین اپنے اپنے بھائیوں سے خصوصی محبت اور لگاؤ رکھتی تھی کہ جس کی دنیا میں ایک مثال بن گئی ہے حضرت زینب کا اپنے بھائی حضرت امام حسین سے اور حضرت فاطمہ معصومہ کا اپنے بھائی امام علی رضا سے لگاؤ۔ اور یہی محبت ولگاؤ تھا کہ جس کی وجہ سے دونوں سے اپنے اپنے بھائیوں کی خاطر اور دین وولایت کی تبلیغ وترویج کے سبب اپنا اپناگھر اور وطن چھوڑ دیا، اور سفر کی پریشانیاں ورنج ومصیبت برداشت کیں۔

نیز دونوں کی جائے پیدائش مدینہ منورہ ہے لیکن جائے مدفن دور دراز اور عالم غربت میں واقع ہیں ایک کا روضہ ملک شام میں اور ایک کا روضہ ایران کے شہر قم میں واقع ہے۔

حضرت فاطمہ معصومہ کی عنایات

کرامت اور معجزہ خارق العادہ چیزوں میں سے ہیں، کہ جو ولایت تکوینی کی بنیاد پر انبیاء الہی، آئمہ معصومین یا کسی اور ولی خدا کے ذریعہ انجام پاتے ہیں ،کرامت اور معجزہ میں کچھ وجوہ مشترک ہیں تو کچھ وجوہ متفاوت۔

الف: وجوہ مشترک

1- معجزہ اور کرامت کوئی محال چیزیں نہیں ہیں بلکہ ممکن اور معقول امر ہیں اس لیے کہ کسی امر محال سے قدرت متعلق نہیں ہوتی۔

2- معجزہ اور کرامت دونوں خداوند عالم کی لامحدود قدرت سے مربوط ہیں، لہذا ان میں زمان و مکان کی کوئی محدودیت نہیں پائی جاتی۔

3- معجزہ و کرامت معلول بے علت نہیں ہیں بلکہ معلول علت ناشناختہ ہیں۔

4- معجزہ و کرامت کسی نہ کسی ہدف کے تحت انجام پاتے ہیں لہذا ممکن ہے کہ ان کا ہدف تربیت یا ارشاد وہدایت مقصود ہو۔

5- معجزہ و کرامت ساحروں کے سحر جادو گروں کے جادو کی طرح نہیں ہیں کہ جن میں تعلیم و تعلم کی ضرورت ہو۔

ب: وجوہ متفاوت

1- اعجاز، حجت الہی سے مخصوص ہے خواہ وہ نبی ہو یا امام وغیرہ۔ لیکن کرامت عام ہے کہ جو نبی، امام یا ہر ولی خدا سے سرزد ہو سکتی ہے۔

2- معجزہ ادعا اور چیلنج کے ساتھ ہوتا ہے یعنی صاحب معجزہ پہلے دعوی کرتا ہے اور اپنے دین کی طرف بلاتا اور پھر اپنے دعوی کی تصدیق میں معجزہ دکھاتا ہے جب کہ کرامت اس کے بر خلاف ہے کہ ممکن ہے کہ اصلا صاحب کرامت کوئی دعوی بھی نہ کرے اور کرامت دکھادے۔

3- معجزہ میں چیلنج پایا جاتا ہے یعنی معجزہ کے مقابلے کی دعوت دی جاتی ہے کہ کوئی ہے کہ جو اس طرح کا کام انجام دے۔

4- معجزہ ایک واضح امر ہے اس لیے کہ وہ ادعا اور دعوت کے بعد رونما ہوتا ہے ۔

5- انبیاء و آئمہ معصومین علیہم السلام کے روضوں اور دیگر الیاء الہی کے مقبروں میں جو خارق العادہ امور ظاہر ہوتے ہیں وہ کرامت ہیں معجزہ نہیں ہیں۔

حضرت فاطمہ معصومہ ان اولیاء الہی میں سے ایک عظیم شخصیت ہیں کہ جن کی کرامتیں اس قدر زیادہ ہیں کہ جو بے حد و بے شمار ہیں۔[1]

---

1 - اس سلسلے میں زیادہ معلومات یاصل کرنے کے لیے علی اکبر مھدی پور کی کتاب "کریمہ اہل بیت "میں صفحہ نمبر 201 سے 327 تک مراجعہ فرمائیں کہ جس میں حضرت فاطمہ معصومہ کی 100 کرامتیں ذکر ہوئی ہیں۔

لیکن یہاں پر چند آشکار وواضح کرامتیں کہ جن کو علماء نے نقل فرمایاہے ذکر کرتے ہیں۔

1- صدر الدین شیر ازی معروف بہ ملاصدرا، اسلام کے عظیم ترین فلسفی اور حکمت متعالیہ کے بانی نے اسفار کے حاشیہ پر تحریر کیاہے کہ جس وقت میں شہر قم کے ایک گاؤں بنام "کہک" میں اپنی کتاب اسفار اربعہ کی تالیف میں مشغول تھا تو جب ایک مشکل ترین بحث " اتحاد آکل و ماکول " پر پہنچا، اس کے حل کرنے کے بارے میں بہت فکر مند تھا لیکن کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا تب میں حضرت معصومہ کے روضے میں پہنچا اور آپ سے اس مسئلہ کے حل کے متعلق متوسل ہوا تب میرے لیے مسئلہ حل ہو گیا۔[1]

2- حضرت اللہ فاضل لنکرانی حضرت فاطمہ معصومہ سے اپنے خصوصی ومعنوی ارتباط کے متعلق اس طرح تحریر فرماتے ہیں: کہ ایک روز میں حضرت معصومہ کے روضہ میں داخل ہوا اور زیارت سے فارغ ہونے کے بعد میں نے حضرت سے عرض کی کہ اے جناب فاطمہ مجھ کو اب نہ کسی پیسے کی ضرورت ہے نہ مکان کی، اور نہ کسی اور چیز کی، بلکہ صرف میرے حق میں یہ عنایت فرمائیں کہ میں آیت تطہیر کے معانی کو اچھی طرح سمجھ سکوں۔اور اس کی صحیح تفسیر و تحلیل

---

1 - شیخ عباس قمی، فوائد الرضویہ، ص379۔

کر سکوں۔ آپ کا بیان ہے کہ اس دعا کے بعد میں نے آیت تطہیر کی تفسیر شروع کی اور حضرت معصومہ کی عنایت کے سبب وہ نکات و مسائل مجھ پر آشکار ہوئے کہ اگر میں پچاس سال اور بھی درس پڑھتا تو بھی اسقدر مطالب حاصل نہیں کر پاتا۔[1]

3- حضرت آیت اللہ العظمی حاج شیخ عبدالکریم حائری قم تشریف لائے اور حوزہ علمیہ کی بنیاد رکھی، حضرت فاطمہ معصومہ کی عنایت خاصہ یہ ہے کہ آپ کے لطف وکرم سے جناب آیت اللہ حائری اسی شہر میں قیام پذیر ہوئے اور اس چھوٹے سے شہر میں ایک بہت بڑے اور عظیم حوزہ علمیہ کی بنیاد رکھی گئی۔

حضرت آیت اللہ العظمی حاج شیخ عبدالکریم حائری عراق کے شہر کربلا اور سامرہ سے واپس آنے کے بعد ایک مدت تک اراک میں مقیم رہے اور وہاں کے حوزہ علمیہ اور لوگوں کی دینی خدمت انجام دیتے رہے ،اور آٹھ سال کی ایک طویل مدت اراک میں رہنے کے بعد حضرت معصومہ کی زیارت کے لیے شہر قم تشریف لائے اور وہاں کے لوگوں کی درخواست پر اس شہر میں مقیم ہوگئے ۔حضرت آیت اللہ العظمی حاج شیخ عبدالکریم حائری کی قم تشریف آوری کا شور رفتہ رفتہ تمام شہر میں پھیل گیا اور مرجعیت کے عاشق و دلباختہ

---

1 بانوی کرامت، ص121۔

افراد گروہ گروہ آپ کی خدمت میں آنے لگے اور آپ کا ایک بے نظیر استقبال ہوا یہ واقعہ بعثت اور نیمہ شعبان کے مابین پیش آیا کہ جو سبب ہوا کہ وہ اس مبارک ایام میں مسلسل جشن و خوشی کے پروگراموں میں شرکت کرتے رہیں، اور علماء خطباء اور ذکرین تمام محفلوں اور پروگراموں میں آپ کی علمی اور معنوی شخصیت ہی کے بارے میں گفتگو و تقاریر کرتے رہے۔ اور لوگوں کو ان کی علمی مقام سے آگاہ کرتے رہے۔

جب شہر قم کے علماء اور عوام آپ کے علمی مقام سے آگاہ ہوگئے تو آپ کی خدمت میں پہنچے اور درخواست کی کہ آپ قم ہی میں قیام فرمائیں۔ اور یہیں پر مذہبی خدمات انجام دیں حوزہ علمیہ کو دیکھیں لیکن آپ نے لوگوں کی درخواست کو استخارہ اور حضرت معصومہ سے توسل پر چھوڑ دیا اور فرمایا: اگر مجھ کو یہیں رہنا پڑا تو میں اپنے گھر والوں اور اراک کے حوزہ علمیہ کے طلاب کو خط تحریر کروں گا کہ وہ بھی قم ہی کی طرف ہجرت کرلیں۔

آپ اگلے روز صبح کو نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد حضرت معصومہ کی بارگاہ میں توسل اور دعا میں مشغول ہوگئے اور پھر استخارہ دیکھا کہ کیا شہر قم میں قیام

کیا جائے یا نہیں، اور اپنے آپ کو مشیت الٰہی پر چھوڑ دیا، آپ نے جس وقت قرآن کو کھولا تو یہ آیت نکلی "آتوني باهلكم اجمعين۔"[1]

یہ آیت کہ جس میں حضرت یوسف کی درخواست ہے اپنے والد سے اور خاندان والوں سے کہ سب کنعان سے مصر کی طرف چلے آئیں۔ آپ کے لیے راستہ ہموار ہو گیا۔[2]

4- حضرت آیت اللہ بروجردی کا قم تشریف لانے اور اس شہر میں قیام پذیر ہونے کا واقعہ بھی حضرت آیت اللہ العظمی حاج شیخ عبدالکریم حائری ہی کی طرح کا ہے آپ 1363 میں ایک خاص بیماری میں مبتلا ہوئے کہ جس کی وجہ سے تہران جانا پڑا آپ جس وقت اپنے علاج کے لیے تہران جارہے تھے اس وقت بے ہوشی کے عالم میں تھے کہ ایک مرتبہ رات کی تاریکی میں بے ہوشی سے افاقہ ہوا آنکھیں کھولیں شہر قم کے چراغوں پر نظر پڑی اپنے ساتھیوں سے معلوم کیا کہ یہاں ہم کہاں ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ شہر قم ہے اس وقت آپ اس شہر کی معنویت میں مشغول ہوگئے اور حضرت معصومہ کی بارگاہ میں متوسل ہوئے اور کہا کہ اگر اس بیماری سے شفا حاصل ہو جائے تو اپنی باقی عمر کو

---

[1] - سورہ یوسف (12) آیت 93۔

[2] - سعید عباس زادہ، شیخ عبدالکریم حائری نگہبان بیدار، سازمان تبلیغات اسلامی، ص 50۔ بیژن سعادت، بارگاہ معصومہ، ص 119۔

اسی شہر میں حضرت معصومہ کے جوار میں گذاریں گے، آخر کار آپ حضرت معصومہ کی عنایات کے سبب شفایاب ہوگئے اور جب اپنے آپ کو صحیح وسالم پایا تو قم تشریف لائے اور وہیں مقیم ہوگئے کہ جو اس حوزہ علمیہ کے علمی ثقافتی و معنوی انقلابات کا باعث بنا۔[1]

---

[1] -بانوی کرامت، ص118۔

تیسری فصل

ہجرت کا واقعہ

تیسری فصل: ہجرت کا واقعہ

قرآن کریم اور اسلامی تعلیمات میں خواتین کی ہجرت قابل تائید ہے اور یہ حق ان کو دیا گیا ہے کہ جب کبھی بھی ان پر لازم ہو تو اپنے دین و ایمان اور اعتقادات کی حفاظت کی خاطر ایک شہر و ملک سے دوسری سرزمین کی طرف ہجرت کر سکتی ہیں، خواتین کا اپنے مردوں کے ساتھ حبشہ اور کربلا کی طرف ہجرت کرنا اس مطلب پر سب سے عظیم دلیل ہے انہی ہجرتوں میں سے ایک ہجرت حضرت فاطمہ معصومہ کی ایران کی طرف ہے۔

حضرت فاطمہ معصومہ ابھی دس سال کی ہوئی تھیں کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور اپنے والد گرامی حضرت امام موسی کاظم کے دائمی فراق میں مبتلا ہو گئیں، اس عظیم حادثہ کے بعد حضرت فاطمہ معصومہ کی تسلی و تشفی کے لیے صرف آپ کے برادر ارجمند حضرت امام رضا علیہ السلام کا وجود گرامی تھا لیکن اچانک خلیفہ وقت مامون عباسی نے اپنے سیاسی اہداف کے پیش نظر حضرت کو

200 ہجری میں ایران میں طلب کیا اور آپ کو آپ کے اہل خانہ سے جدا کر دیا اور اس طرح حضرت فاطمہ معصومہ کو اپنے بھائی سے جدا ہو گئیں۔

بھائی کی ہجرت کے بعد حضرت معصومہ کی شہر مدینہ میں اور بھی ذمہ داریاں بڑھ گئیں لیکن کیا کریں ابھی بھائی کی ہجرت کو ایک سال ہی گذرا تھا کہ آپ کا کاسہ صبر لبریز ہو گیا لہذا ایک خاص پروگرام و شرائط کے تحت اپنے بھائی کی زیارت کے قصد سے ایران کی طرف ہجرت کا آغاز کیا۔

اگرچہ ایران کی طرف سفر ایک مشکل و دشوار سفر تھا، طویل راہ اور ناامنیت ،رنج و غم یہ سب حضرت معصومہ کے لیے طاقت فرسا اور بہت پریشان کن تھے ۔اور آپ جیسی نو عمر اور عظیم شخصیت کے لیے اتنا طویل سفر بہت دشوار تھا، لیکن حضرت معصومہ کی نظر میں اپنے بھائی کی جدائی و فراق کے بعد زیارت اس قدر مہم و ضروری تھی کہ آپ ہر طرح کی سختی بلکہ ان سے سوگنا زیادہ مشکلات کو بھی برداشت کرنے کو آمادہ تھیں تاکہ اپنے بھائی کی زیارت سے مشرف ہو سکیں۔

آنحضرت کے قافلے نے اپنے مشکل و دشوار مراحل کو طے کیا اور سرزمین ایران میں وارد ہو گیا، اور ملک ایران میں بھی اپنے سفر کو جاری رکھا اور شہر و دیہات سے گذرتا ہوا شہر ساوہ تک پہنچ گیا لیکن طویل سفر کی خستگی و تھکاوٹ

کے باعث بیمار ہو گئیں اور باقی راستہ کو طے نہ کر سکیں، لیکن شہر قم کے لوگ کہ جو پہلے ہی سے ولایت و خاندان عصمت و طہارت کے شیدا و دلدادہ تھے جیسے ہی ان کو شہر ساوہ میں حضرت کی بیماری کی خبر موصول ہوئی، اور جو حادثہ شہر ساوہ میں رونما ہوا تھا تو آپ کی مدد کی خاطر وہ لوگ ساوہ کی طرف چل پڑے اور تمام و کمال احترام کے ساتھ آپ اور آپ کے قافلے والوں کو اپنے ساتھ شہر قم لے آئے۔

آخر کار حضرت موسی کاظم کی دختر نیک اختر کا قافلہ 23 ربیع الاول 201 ہجری کو اہل قم کے عظیم استقبال کے ساتھ اس شہر میں وارد ہوا اور وقتی طور پر کہ آپ کی تھکاوت و خستگی دور ہو جائے خاندان اشعری کی عظیم شخصیت موسی بن خزرج کے مکان پر قیام فرمایا۔ آپ کے اس قیام کے دوران شہر قم کی معزز خواتین گروہ گروہ کر کے آپ کی زیارت کے لیے آتی رہیں اور سفر کی تکالیف و پریشانیوں پر تسلی اور دلجوئی کرتی رہیں۔

اگرچہ حضرت فاطمہ معصومہ کو یہ آرزو تھی کہ شہر قم میں ایک مختصر سا آرام کرنے اور سفر کی خستگی و تھکاوٹ کو دور کرنے کے بعد راہی خراسان ہوں اور اپنے بھائی کی زیارت سے مشرف ہوں، ہجر کی گھڑیاں تمام ہوں اور سفر کی تمام تلخیاں شیرینی میں تبدیل ہو جائیں، لیکن افسوس تقدیر میں کچھ اس طرح تحریر تھا کہ آپ کا قم میں ہی سفر ہجرت تمام ہو جائے اور بھائی کی زیارت کی آرزو

قیامت پر موقوف ہو جائے، اس لیے کہ آپ کی بیمار کم کم بڑھتی چلی گئی، اور آخر کار شہر قم میں 17 روز گذرنے کے بعد 10 ربیع الثانی 201 ہجری کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئیں، اسی سرزمین پر آپ کو فنا دیا گیا، پھر آج تک آپ کی قبر مطہر خاندان عصمت و طہارت کی چاہنے والوں کی زیارتگاہ ہے۔

اپنی بہن کی ہجرت میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی اجازت

جس وقت حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مدینہ سے خراسان کی طرف ہجرت فرمائی، تب اپنے اہل خانہ کو اپنے قریب جمع کیا اور اپنی رفتار و گفتار سے سمجھا دیا کہ ان کا یہ سفر دائمی ہے اور اس میں واپسی کی امید نہیں ہے اور تاکید فرمائی کہ جب میں یہاں سے کوچ کروں تو کوئی بھی میرے پیچھے نہ آئے۔ یہ ایک امام معصوم کی فرمایش ہے کہ جس کی پیروی ہر ایک پر لازم ہے، لیکن پھر کیا ہوا کہ تقریبا ایک سال کے بعد آپ کی خواہر گرامی حضرت فاطمہ معصومہ نے بھی ہجرت فرمائی اور خراسان کی طرف عازم سفر ہوئیں، لہذا یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت امام علی رضا علیہ السلام اس ہجرت سے باخبر

تھے اور اپنی بہن کے اس فعل سے راضی تھے؟۔ اس سوال کے جواب میں یوں کہا جائے کہ نہ فقط یہ کہ آنحضرت اپنی بہن کی ہجرت سے باخبر تھے اور اس فعل سے راضی تھے بلکہ خود آپ نے ہی چاہا تھا کہ آپ کی بہن جتنی جلدی ہو سکے خراسان کی طرف ہجرت کریں، اور ہجر کی تلخی کو وصال کے شیرینی میں تبدیل کر دیں۔ جیسا کہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنی خواہر گرامی کو ایک خط تحریر کیا کہ جس میں یہ چاہا گیا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے خراسان کی طرف ہجرت فرمائیں، یہ خط اس واقعیت پر روشن دلیل ہے۔[1]

ایران کی طرف ہجرت کے دلائل

وہ افراد کہ جو اختیاری یا اجباری صورت میں کسی ایک جگہ سے دوسری سرزمین کی طرف ہجرت کرتے ہیں، وہ اپنی اس ہجرت کے لیے کچھ نہ کچھ اسباب ضرور مد نظر رکھتے ہیں یعنی ہجرت کی کوئی نہ کوئی دلیل ضرور ہوتی ہے۔ حضرت فاطمہ معصومہ علیہا السلام کی مدینہ سے ایران کی طرف ہجرت کے اسباب و وجوہات پر اگر غور کیا جائے تو وہ اس طرح سے سامنے آتے ہیں کہ

[1] - دیکھیے: علی اکبر مہدی پور، کریمہ اہل بیت، ص493۔

آپ کے بھائی کی دوری و جدائی، اور حکومت وقت بنی عباس کی جانب سے سیاسی و اجتماعی حالات اس طرح بنا دیے گئے ہیں کہ آپ جیسی عظیم شخصیت بھی ہجرت پر مجبور ہیں، لہذا حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت کی ہجرت کے اسباب وعلل کی طرف اس طرح سے اشارہ کیا جاسکتا ہے۔

1- بھائی کی محبت

تاریخ میں جو چیز مسلم ہے وہ یہ کہ حضرت امام علی رضا و حضرت فاطمہ معصومہ دونوں کی ماں بھی ایک ہے اور باپ بھی، لہذا دونوں بہن بھائی کی آپس میں محبت، مثالی تھی، اور دوسری طرف معنوی اعتبار سے امام وقت کے ساتھ ولایت مداری بھی اپنے اوج پر تھی، لہذا اپنے بھائی کے ساتھ ساتھ امام وقت سے جدائی غیر قابل تحمل تھی، لہذا اسی اشتیاق میں آپ نے ہجرت فرمائی اور عازم سفر ہوئیں۔

2- عشق دیدار

حضرت فاطمہ معصومہ کا ایران کی طرف سفر کرنے کی ایک علت یہ بھی ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی ہجرت کی کیفیت سے بخوبی درک کر لیا تھا

کہ اگر آپ مدینے سے ایران کی طرف ہجرت نہ فرمائیں تو شاید بھائی کا فراق یہیں مدینہ ہی میں اس دنیا سے رخصت ہونے کا سبب نہ جائے لہذا رخت سفر باندھا اور راہی دیدار ہوئیں۔[1]

3- اپنے بھائی کے حکم کی تعمیل

بعض مورخین نے حضرت معصومہ کی ایران کی طرف ہجرت کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام ولی عہد بنائے گئے تب آپ نے ایک محرمانہ خط اپنی بہن کو تحریر فرمایا اور قابل اعتماد افراد کے ذریعہ اس خط کو ارسال فرمایا، اس میں تحریر کیا کہ جتنی جلدی ہو سکے آپ ایران تشریف لے آئیں، تاکہ آپ کے بیانات کے ذریعہ اس قوم کی افکار بیدار ہوں اور ہدایت کے راستے فراہم ہو سکیں، یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب آپ امنیت و سیاست کے مد نظر عام لوگوں سے رفت و آمد نہیں کر سکتے تھے، اور آپ پر حکومت کی جانب سے پابندیاں تھیں۔ تب حضرت معصومہ نے اپنے بھائی کے خط کو دریافت کیا اور عازم سفر ہوئیں۔[2]

[1] - دیکھیے: احمد بانپور، زندگی و کرامت حضرت معصومہ، ص30۔

[2] - دیکھیے: علی اکبر مہدی پور، کریمہ اہل بیت، ص493۔

4- دھمکیوں سے نجات

حضرت فاطمہ معصومہ ، حکومت کی طرف سے سیاسی وضعیت اور اپنے والد گرامی کی شہادت سے حاصل ہونے والے تجربہ سے بخوبی درک کر رہی تھیں کہ آپ کے بھائی کی شہادت کے بعد مدینہ کے حالات نامناسب ہو جائیں گے اور بنی عباس کی طرف سے خاندان اہل بیت پر ظلم و ستم اور ان کے گھروں کو تاراج کر دیا جائے گا لہذا آپ نے مناسب سمجھا کہ قبل از وقت ہی اپنے بعض بھائیوں کو لے کر ایران کی طرف ہجرت کر لیں۔

5- دوسرے بھائیوں کی ہمراہی

جس وقت حضرت فاطمہ معصومہ کو خبر ہوئی کہ آپ کے پانچ بھائی جناب فضل، جعفر، ہادی، قاسم اور زید ان کے علاوہ آپ کے کچھ بھتیجے بھی اپنے مولا و آقا حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کی غرض سے ایران کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو آپ نے بھی مناسب سمجھا اور فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ ہو گئیں اور ایران کی طرف عازم سفر ہوئیں۔

6- مدینہ کے خاموش ماحول میں بے چینی

شہر مدینہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی کمی بہت شدت سے محسوس ہو رہی تھی، مدینہ آپ کے وجود کے بغیر کاملا خاموش تھا، اور حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی اولاد کو آپ کی کمی کو بہت زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔ آپ کے بھائیوں نے کہ جن میں حضرت معصومہ بھی تھیں یہ قصد کیا کہ یہ سب لوگ حضرت امام علی رضا کے جوار میں نسبتا بہتر اور سکون سے زندگی بسر کر سکتے ہیں، لہذا رخت سفر باندھا اور کوچ کر لیا۔

7- مدینہ کے حاکموں کی رفتار پر اعتراض

حضرت فاطمہ معصومہ خاندان عصمت و طہارت کی مظلومیت کو ثابت کرنے کے لیے اور مدینہ کے حاکموں کے ظلم و ستم سے نجات پانے کی خاطر ایک تاریخ ہجرت پر اقدام فرماتی ہیں، آپ اس ہجرت سے یہ چاہتی تھیں کہ دنیا والے دیکھ لیں کہ آل رسول پر کس کس طرح کے ظلم ہوئے کہ وہ اپنے وطن تک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے کہ جو مدینہ کے حاکموں کی عدم لیاقت پر دلیل ہے اور اگر اب تک انہوں نے سفر اختیار نہیں کیا تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ کوئی امن و سکون کی جگہ نظر نہیں آتی تھی لیکن اب جب امام رضا نے

ایران کی طرف ہجرت اختیار کرلی ہے اور نسبتاً ایران میں امن و سکون بھی تھا لہٰذا آپ نے ایران کی طرف ہجرت فرمائی۔

8- مسلمانوں کی بیداری اور ان کو حالات سے آگاہ کرنا

جس طرح حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مدینے سے مرو تک اپنے خطبات و بیانات اور ہر جگہ قیام کے دوران مسلمانوں کو بیدار کرنے اور ان کو اہل بیت علیہم السلام کی معرفت و ان کا مقام بتاتے چلے آئے اور یہ کہ اسلامی معاشرے میں امامت کا کیا کردار ہے واضح فرماتے رہے۔ آپ کی خواہر گرامی بھی آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے ہر قدم پر مسلمانوں کی افکار کو بیدار کرتی ہوئی اور اسلامی معاشرے کے سامنے مقام امامت اور اس کی ضرورت کو پیش کرتی ہوئی چلیں، انہیں دینی حقائق اور سیاسی بینش کو اجاگر کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔ وطن کو چھوڑا، سفر کی رنج و مصیبتیں برداشت کیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ ایران کی طرف ہجرت فرمائی، اور اپنے شیعوں کی آگاہی و معارف میں بیداری اور شعور پیدا کرنے لیے فرصت سے حتی الامکان استفادہ فرمایا۔

9- شیعوں اور محبین اہل بیت کے درمیان حضور

خاندان اہل بیت عصمت و طہارت اس بات سے اچھی طرح آگاہ تھے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ کے شیعوں پر پھر دوبارہ ظلم و ستم شروع ہو جائیں گے اور بنی عباس کی حکومت اور حکماء ہر طرح سے شیعوں کو رنج و اذیت پہنچائیں گے، لہٰذا آنحضرت کی شہادت سے پہلے ہی اس سے پہلے کے آپ حضرات کی ہجرت پر پابندیاں لگیں اور رفت و آمد پر سختیاں شروع ہوں ان حضرات نے مدینہ کو ایران کے لیے ترک فرمادیا۔ وہ حضرات چاہتے تھے کہ اپنے شیعوں کے درمیان زندگی بسر کریں، اور اپنے شیعوں کے درمیان اگر بنی عباس کی حکومت کے خلاف قیام کی ضرورت محسوس کریں تو شیعوں سے مدد لینے میں آسانی ہو، اس لیے کہ اہل ایران پہلے ہی سے محبت اہل بیت میں مشہور تھے، اور آج ایران میں ہزاروں کی تعداد میں امامزادوں کا وجود اسی بات پر دلیل ہے۔

10- ایران میں مذہبی ثقافت اور مرکز کی تقویت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے ہی سے ایران میں خراسان و مازندران اور قم وری شیعوں و علویوں کے مراکز میں تبدیل ہو چکے تھے۔ آئمہ

طاہرین کی اولاد شریفہ میں سے کسی ایک کا وجود بھی ان شیعوں کے لیے باعث برکت اور دینی تقویت کا باعث بنتا اور انسجام و اتحاد کا سبب ہوتا تھا۔ کہ یہ خود بنی عباس کی حکومت کے لیے ایک خطرے کی صورت اختیار کرتا چلا جارہا تھا لہذا ان مراکز پر ادھر شیعوں کی نظر تھی تو دوسری طرف بنی عباس بھی توجہ رکھتے تھے۔

شیعہ اس لیے نظر رکھتے تھے کہ وہ خود ان مراکز سے آشنا تھے اور ان کو مذہب شیعہ کی تبلیغ اور حقیقی اسلام کی ترویج کے لیے ان مراکز کی توسیع کی ضرورت تھی لہذا حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کے بہانے سے جمع ہوتے چلے جارہے تھے،اور ہر طرف سے ایران کی طرف ہجرت کرتے جاتے تھے۔

بنی عباس کی نگاہ اور توجہ اس لیے تھی کہ وہ اپنے جاسوسوں کے ذریعہ باخبر تھے اور ان کی کوشش رہتی تھی کہ کسی طرح اس وسعت اور پھیلاؤ کو روکا جاسکے اور جس طرح بھی ہوسکے اس انسجام و اتحاد کو ختم کیا جائے اور یہ متفرق ہوجائیں۔

یہی وجہ تھی کہ وہ ہر طرح سے کوشش کرتے تھے کہ بنی ہاشم ایک ساتھ کہیں کو سفر نہ کریں لہذا جیسا کہ تاریخ میں مذکور ہے کہ جہاں کہیں بھی اولاد

آئمہ نے کسی ایک ساتھ سفر کا ارادہ کیا تو حکومت مانع ہوئی اور ان پر حملے کیے گئے۔ یہاں تک کہ حضرت فاطمہ معصومہ کے قافلے پر بھی حکومت بنی عباس ،مامون کی جانب سے حملہ ہوا اور آپ کے ساتھیوں میں سے 23 جوانوں کو شہید کردیا گیا۔

11- مقدرات الہی کے سامنے تسلیم ہونا

جیسا کہ قبلا بیان ہوچکا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے زمانے میں خبر دیدی تھی کہ شہر قم آل محمد کا آشیانہ ہے اور اس شہر میں خاندان عصمت و طہارت سے ایک عظیم خاتون رحلت فرمائیں گی کہ جن کا نام فاطمہ ہوگا۔ وہ وہیں دفن ہونگی اور آپ کا روضہ شیعوں اور محبین اہل بیت کی رفت و آمد کا مقام اور مذہب شیعہ کی تبلیغ وترویج معارف اسلامی کا مرکز قرار پائے گا۔

حضرت فاطمہ معصومہ کو چوں کہ پہلے ہی سے علم و آگاہی تھی اور اس تقدیر الہی کے حضور سربہ تسلیم تھیں لہذا اپنے سفر کا آغاز کیا اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے شہر ساوہ پہنچتے ہی اور مامون کی لشکر کی طرف سے حملے میں اپنے چند ساتھیوں کی شہادت کے بعد جسمی وروحی تھکاوٹ و خستگی میں مبتلا ہوئیں اور شہر

قم کی تلاش کرنے لگیں گویا یہ وہی وعدہ گاہ تھی کہ جس کی خبر آپ کے جد بزرگوار حضرت امام جعفر صادق نے اپنے تمام چاہنے والوں تک پہنچادی تھی۔

12- بھائی کی ہجرت کی تکمیل

حضرت فاطمہ معصومہ کی ہجرت کہ جو اپنے بھائی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی ہجرت کے ایک سال بعد واقع ہوئی کاملا حضرت زینب کبری کی طرح تھی کہ جو اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ واقع ہوئی تھی۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی ہجرت اسلام و مسلمین خصوصا ایران و ایرانیوں کے لیے بہت ہی خوشگواریاں لے کر آئی تھی، لیکن چونکہ امام رضا نے اپنی شہادت کی خبر پہلے ہی دیدی تھی تو یہ خطرہ تھا کہ کہیں آپ کے اس سفر کے اہداف ادھورے نہ رہ جائیں اور مقاصد و نتائج پورے حاصل نہ ہو سکیں لہذا آپ کی خواہر گرامی نے قصد کیا کہ ان مقاصد و اہداف کی تکمیل کے لیے ایران کا سفر کیا جائے، تاکہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی طرح تحریک کربلا کو پایہء تکمیل تک پہنچادیا جائے لہذا آپ بھی اپنے برادر عزیز کے عظیم اہداف و مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ایران تشریف لائیں تاکہ آپ کے بعد آپ کے باقی ماندہ اہداف کو آگے بڑھائیں اگرچہ افسوس کہ حضرت کو موت نے مہلت نہ دی۔

13-اپنے بھائی کی مسائل شرعی کے جواب دینے میں مدد

حضرت معصومہ لوگوں کے مسائل شرعی کو بیان فرماتیں اور خطبات ارشاد فرماتیں اس طرح اپنے بھائی کے لیے دینی امور میں مددگار رہیں۔

ہجرت کے اثار

اگرچہ حضرت معصومہ کا ایران میں قیام بہت مختصر رہا لیکن آپ کا شہر قم میں تشریف لانا، وہیں پر رحلت فرمانا اور پھر اسی شہر میں آپ کا روضہ کا واقع ہونا اس سرزمین کے لیے بہت خیر و برکت کا سبب بنا کہ جن میں سے کچھ آثار و برکتوں کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے۔

1- لوگوں کی بیداری

جو آثار و برکات حضرت زینب کے کربلا کی طرف سفر کرنے میں تھے اور حضرت امام علی رضا کے ایران کی طرف سفر کرنے میں تھے وہی آثار و برکات حضرت معصومہ کے سفر میں پائے جاتے تھے۔ ان آثار میں ایک مہم ترین اثر یہ

ہے اس سفر میں لوگوں کے سامنے حقائق روشن ہوئے اور مسلمانوں میں بیداری پیدا ہوئی خصوصاً ان افراد کے لیے کہ جو آپ کے ساتھ یا آپ کے قافلے سے ملاقات کا شرف پاتے رہے وہ آپ کے خطبات و فرمائشات سنتے اور بہرہ مند ہوتے تھے۔

2-بنی عباس کو بے نقاب کرنا

بنی عباس، بنی ہاشم کو ولایت عہدی دینے میں اگر سچے ہوتے تو حتماً اس عہد وپیمان کی وفاداری میں بھی سچے اور پابند ہوتے۔اور اس ولایت عہدی کی وفاداری و پابندی میں سے ایک امر یہ ہے کہ ولی عہد کے رشتہ داروں اور ماننے والوں کی حفاظت اور ان کی امنیت کا خیال رکھا جائے۔ لیکن انہوں نے نہ فقط اس وظیفہ پر عمل نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس عمل کیا، اس لیے کہ بنی عباس نے اپنے تمام حکام کو حکم دے رکھا تھا کہ بنی ہاشم کے تمام قافلوں کو نظر میں رکھیں اور ان کو پریشان کریں ان پر شب خون ماریں، اور اس طرح شیعوں و علویوں کے قافلوں کو ایران میں وارد نہ ہونے دیں، انہی قافلوں میں سے ایک قافلہ حضرت فاطمہ معصومہ کا تھا کہ جس پر حملہ ہوا کہ جس میں یہ افراد بہت کم اور ابتداء سے آمادہ نہیں تھے لہٰذا 23 افراد اس قافلے کے شہید ہوگئے، جب کہ دنیا کا دستور تھا اور آج بھی ہے کہ جب کبھی کسی ولی عہد کا کوئی عزیز یا رشتہ دار

سفر کرتا ہے تو حکومت کی طرف سے اس کی حفاظت کا بندوبست کیا جاتا ہے اور اس کے لیے خصوصی سفر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔جب کہ یہاں کا ملا برعکس ہوا کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت امام علی رضا کی ولایت عہدی میں سچے نہیں تھے۔

3-شہر قم کا تقدس اور شہرت

شہر قم اگرچہ اس کی معنویتی بنیاد عرب قبیلہ اشعری سے آئمہ طاہرین کے بعض صحابہ اور چاہنے والوں نے خاندان عصمت وطہارت کے عشق و محبت سے رکھی، کہ جو سن 83 ہجری میں حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام کے زمانے میں اس شہر میں آکر مقیم ہوئے لیکن حضرت فاطمہ معصومہ کی تشریف آوری کے بعد ایک خاص تقدس کا حامل ہوگیا، اسی وجہ سے یہ شہر اسلامی حکومت کے باوجود بھی مستقل اور خصوصی قوانین کے ساتھ ادارہ ہوتا رہا، اور کچھ مخصوص خصوصیتوں کا حامل رہا ہے یہاں تک کہ ان زمانوں میں کہ جب ظالم وستمگر حاکم حکومت کرتے اور شیعوں پر پوری دنیا میں ظلم وستم ہوتے رہے تو بھی اس شہر میں شیعہ کاملاً آزادی کے ساتھ محبت اہل بیت کی ترویج اور آثار واخبار آل محمد کی تدوین میں مشغول رہے اور اپنی پوری محنت وقدرت اور انتہائی جسارت کے ساتھ آل محمد کا نام زندہ رکھا۔

الف: معنوی

حضرت فاطمہ معصومہ کی شہر قم میں تشریف آوری کے آثار و برکات میں سے ایک اثر و برکت یہ ہے کہ یہ شہر مقدس و معنوی ہو گیا ہے اس مطلب کی تائید خود حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمائی ہے لہذا آپ کا ارشاد ہے:

"ان للجنة ثمانية ابواب ولاهل قم واحد منها، فطوبي لهم، ثم طوبي لهم، ثم طوبي لهم" جنت کے آٹھ دروازے ہیں کہ جن میں سے ایک اہل قم کے لیے ہے وہ خوش نصیب ہیں، وہ خوش نصیب ہیں، وہ خوش نصیب ہیں۔

حضرت فاطمہ معصومہ کے وجود مقدس سے دوسرا معنوی اثر اور برکت کہ جو اس شہر کے نصیب میں آیا وہ یہ ہے کہ اس شہر میں سیکڑوں امام زادے اور علماء و مراجع مدفون ہیں، مثلا: موسی ابن امام محمد تقی معروف بہ موسی مبرقع، زینب بنت امام محمد تقی، زید کہ جو امام زین العابدین کی اولاد سے ہیں، احمد کہ جو حضرت امام جعفر صادق کی اولاد سے ہیں، اور دوسرے امامزادے جیسے سلطان محمد شریف، علی ابن جعفر اور ام محمد، میمونہ، ام اسحاق وام حبیب کہ جو امام محمد تقی علیہ السلام کی اولاد سے ہیں وغیرہ۔ یہ افراد مدتوں حضرت فاطمہ معصومہ کے مزار کے جوار میں زندگی بسر کرتے رہے اور پھر وہیں دنیا سے رخصت

ہوئے اور اس شہر میں دفن ہوگئے، اور آج ان سب کی قبریں محبین اہل بیت و شیعوں کے عوام و خواص کی زیارت گاہ ہیں۔[1]

بنابراین شہر قم کو قدیم الایام سے شیعوں کے لیے جائے امن اور سادات و امامزادوں کے دفن ہونے کی جگہ کے طور پر جانا جاتا ہے اسی طرح علماء دین و مراجع اور آئمہ طاہرین کے دیگر فرزندوں کے مزار اس شہر میں موجود ہیں کہ جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ یہ شہر قدیم الایام ہی سے حقیقی اسلام کی افکار کا مرکز، اور سادات و شیعوں کے بدنوں سے اس شہر کی مٹی مخلوط ہو چکی ہے۔

ب: علمی

مدارس و تاریخی عمارتیں

حضرت فاطمہ معصومہ ایک مختصر سی مدت تک اس شہر میں مقیم رہیں، موسی ابن خزرج کے مکان میں آپ نے عبادت کے لیے ایک جگہ کو معین فرمایا کہ جو آج تک باقی و یادگار ہے۔ کہ جو اس وقت "بیت النور" کے نام سے مشہور اور محلہ میدان میر میں واقع ہے۔ اس جگہ پر ایک عالی شان عمارت ہے کہ جس

---

[1] - دیکھیے: محمد محمدی اشتہاردی، حضرت معصومہ فاطمہ دوم، قم انتشارات علامہ، ص213-222۔

میں متعدد کمرے ہیں کہ جو مدرسہ میں تبدیل ہو گئی اور مدرسہ "ستیہ" کے نام سے مشہور ہے اس میں دینی طلاب تحصیل علم میں مشغول ہیں۔

یہ واضح رہے کہ "ستی "فارسی زبان میں بانو و خاتون کو کہا جاتا ہے، اس مدرسے کو اس لیے ستی کہا جاتا ہے کہ یہ مکان شہزادی کونین حضرت فاطمہ معصومہ سے منسوب ہے۔

حوزہ علمیہ کی مرکزیت

حضرت معصومہ کی شہادت کے بعد ان روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جو آنحضرت کے متعلق بیان ہوئی ہیں اور آپ ہی کی وجہ سے شہر قم کی فضیلتیں مرقوم ہیں، یہ شہر عالم تشیع کا مرکز بن گیا، اور وہ تمام علما کہ جن کو دنیا کے کسی بھی کونے میں پناہ و امنیت نصیب نہ ہوتی وہ اس شہر میں چلے آتے، لہذا رفتہ رفتہ یہ شہر، مذہب شیعہ کا عظیم ترین حوزہ علمیہ کا مرکز بن گیا کہ جو آج دنیا کا سب بڑا شیعوں کا مرکز ہے اور دنیا کے عظیم ترین علماء و مراجع کا محل اجتماع ہے۔

آج یہ شہر ایک عالمی و بین اقوامی شہر اور عالم اسلام کے روابطی اعتبار سے سینٹر و چوراہے میں تبدیل ہو چکا ہے کہ جس میں تقریباً 70 سے زیادہ ممالک کے طالب علم و علماء، دینی درس و تدریس میں مشغول ہیں۔

علماء کا مدفن

حضرت فاطمہ معصومہ کے وجود مقدس کے آثار و برکات میں سے ایک یہ ہے کہ اس شہر میں ہزاروں علماء اس شہر میں آئے، یہیں زندگی بسر کی، دنیا سے رخصت ہوئے اور یہیں دفن ہو گئے جن میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے صحابی زکریا ابن آدم و حضرت امام حسن عسکری کے وکیل احمد ابن اسحاق وغیرہ سے لے کر مراجع عظام اور دیگر علمی شخصیتیں، جیسے آیت اللہ العظمی بروجردی، اراکی، مرعشی، گلپایگانی، علامہ طباطبائی، شہید مطہری، وغیرہ، یہ وہ افراد ہیں کہ جو حضرت معصومہ کے وجود مقدس کی وجہ سے اس شہر میں آئے اور یہیں قیام کیا اور اس شہر کو اعتبار بخشا۔

ج: سیاسی

گذشتہ ظالم و جابر حکومت کے دوران حضرت آیت اللہ حاج شیخ عبدالکریم حائری نے حوزہ علمیہ قم کی بنیاد رکھی، اور حضرت آیت اللہ العظمی بروجردی نے اس حوزہ کو پروان چڑھایا اور وسعت عطا کی۔ حضرت امام خمینی کی تحریک کے آغاز سے یہ حوزہ علمیہ اپنے مرحلہ کمال تک پہنچا، لہذا اسلامی انقلاب کا اصلی

مرکز شہر قم کا حوزہ علمیہ ہی تھا۔ کہ جو حضرت فاطمہ معصومہ کے بابرکت وجود سے پوری دنیا کے لیے مشعل راہ بنا اور عالمی شہر حاصل کی۔

چوتھی فصل

حضرت فاطمہ معصومہ (س) نے شادی کیوں نہیں کی؟

چوتھی فصل: حضرت فاطمہ معصومہ نے شادی کیوں نہیں کی؟

اس سلسلہ میں کہ حضرت فاطمہ معصومہ نے شادی کی یا نہیں تاریخ واضح اور مسلم ہے کہ آپ نے شادی نہیں کی، لیکن مسئلہ یہ ہے اسلام میں شادی ایک نیک کام ہے اور اس کی بہت زیادہ تاکید ہوئی ہے۔ تو پھر کیوں حضرت نے ازدواج سے اجتناب فرمایااور شادی نہیں کی؟۔

شادی کے تقدس میں یہی کافی ہے کہ پیغمبر اکرم نے اس کو اپنی عظیم ترین سنتوں میں سے قرار دیاہے[1] اور محبوب ترین امور میں سے شمار فرمایاہے جیسا کہ ارشاد فرمایا: ما بني في الاسلام بناء احب الي الله عز وجل

---

1 ۔"النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی" بحارالانوار، ج100، ص220۔

من التزويج" اسلام میں اللہ کے نزدیک محبوب ترین بنیاد، امر ازدواج ہے [1]
اور دوسری طرف جو افراد شادی کرنے سے گریز کرتے ہیں ان کو دین کا بدترین انسان اور شیطان کا شریک و دوست قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: شرار کم عزابکم والعزاب اخوان الشياطين" تم میں سے بدترین افراد غیر شادی شدہ لوگ ہیں اور کنوارے افراد شیطان کے بھائی ہیں۔ [2]

شادی کرنے اور گھرانہ تشکیل دینے کے متعلق حضرت امام علی رضا سے روایت ہے کہ جو آپ نے حضرت امام محمد باقر علیہا السلام سے نقل فرمائی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: "ان امراة سالت اباجعفر فقالت: اصلحك الله اني متبتلة، فقال لها: وما تبتل عندك؟ قالت: لا اريد التزويج ابدا، قال: و لما؟ قالت: التمس في ذالك الفضل، فقال: انصرفي فلو كان في ذالك فضل لكانت فاطمة عليها السلام احق به منك"۔ ایک عورت نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خدا آپ کا بھلا کرے میں ایک "متبتلہ" عورت ہوں امام

1 ۔ نوری، میرزا حسین، مستدرک الوسائل، بیروت، آل البیت، طبع دوم، 408ھ، ج14، ص153۔

2 ۔ نوری، میرزا حسین، مستدرک الوسائل، بیروت، آل البیت، طبع دوم، 408ھ، ج14، ص156۔

نے فرمایا: تبتل سے تمہاری کیا مراد ہے؟ اس نے جواب دیا مطلب یہ ہے کہ میں کبھی بھی شادی نہیں کروں گی، امام نے سوال کیا کیوں؟ اس نے کہا میں چاہتی ہوں کہ اس کام سے ایک فضیلت و منزلت حاصل کروں، امام نے فرمایا: اس ارادے کو بدل دو اس لیے کہ اگر شادی نہ کرنا کوئی فضیلت ہوتی تو حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام اس سلسلے میں تجھ سے زیادہ شائستہ اور مناسب تھیں۔ [1]
حضرت فاطمہ معصومہ کے ازدواج نہ کرنے کے سلسلے میں چند چیزوں کو بیان کیا جا سکتا ہے کہ جو آپ کے شادی نہ کرنے کی دلیل ہوں سکتی ہیں۔

1-شادی کے معاملے میں ایک مہم ترین مسئلہ مرد و عورت کا ہم کفو ہونا ہے، حضرت فاطمہ معصومہ کے شادی نہ کرنے کی شاید سب سے بڑی وجہ یہی ہو کہ آپ کے لائق اور مناسب کوئی شوہر موجود نہ ہو کہ جو آپ کا ہم کفو بن سکے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اگر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہانے شادی کی ہے تو اس کی وجہ یہ بھی کہ علی جیسا ان کو کفو مل گیا ورنہ اگر علی نہ ہونے تو وہ کبھی شادی نہ کرتیں "لیکن چونکہ حضرت معصومہ کے لائق و مناسب کوئی کفو نہیں ملا آپ نے شادی نہیں کی۔

1 ۔ مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، ج100، ص219۔

2- حضرت امام موسیٰ کاظم کی زندگی جن حالات میں گذری ہے ان حالات میں حضرت معصومہ کا شادی کرنا امکان پذیر نہیں تھا اس لیے کہ جس دور میں حضرت، ہارون الرشید کے زندان میں تھے یہاں تک کہ آنحضرت کی شہادت کے بعد بھی حضرت معصومہ اپنے بہن بھائیوں کی کفالت میں مشغول تھیں کہ جو اتنا عظیم کام تھا کہ جس کی اہمیت کے پیش نظر آپ نے شادی کو نظر انداز کر دیا۔

3- چونکہ حضرت امام موسیٰ کاظم خلفاء بنی عباس کی نظر میں بہت کھٹکتے تھے جس کی وجہ سے آپ کو ساری عمر زندان میں رکھا، تو کوئی جرئت نہیں کرتا تھا کہ آپ کے در پر رشتہ لے کر جائے، اور آپ سے رشتہ داری قائم کرے اس لیے کہ بنی عباس کی نظر میں آنحضرت سے رشتہ داری قائم کرنا ایک جرم تھا، کہ جس سے بہت سے خطرے پیدا ہو سکتے تھے، لہذا کوئی آمادہ نہیں تھا کہ حضرت معصومہ سے شادی کر کے اس طرح کا خطرہ اپنی جان پر لے۔

پانچویں فصل
حضرت معصومہ (س) کی وفات

پانچویں فصل: حضرت معصومہ کی وفات

حضرت فاطمہ معصومہ شہر قم میں وارد ہونے کے بعد صرف 17 روز زندہ رہیں اور اہل قم کی مہمان تھیں، اور پھر خستگی و تھکاوٹ اور جنگ کا حادثہ اور عزیزو اقارب کی شہادت اور والد گرامی کا فراق اور بھائی کا ہجران سبب بنا کہ آپ 10 ربیع الثانی 201 ہجری میں اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئیں، اور شیعوں کو بطور عموم و قمیوں کو بطور خصوص اپنے غم میں بٹھا گئیں۔

کیا ہی بہتر ہے کہ یہاں پر محقق ارجمند جناب قرنی کے اشعار پیش کر دیے جائیں کہ جو حضرت معصومہ کی زبان حال آپ کے والد گرامی کے فراق اور بھائی کے ہجران میں ہیں:

زبس فراق کشیدم سفید شد مویم

جریحه دار شد از اشك دیدگان رویم

به انتظار پدر، روز و شب بسر بردم

ولي دریغ، نشد تا گل رخش بویم

سپس به هجر برادر، فلك دچار شدم

گشود باب فراق دگر ،زکین سویم

خزان بگشت گلستان و گل زستم رفت

بحیرتم که گل گم شده کجا جویم

مدینه تا بخراسنان **هزار** فرسنگ است

ره وصال برادر، به صد شعف پویم

که شاید آنکه ببینم دوباره رخسارش را

به نزد یوسف گم گشته راز دل گویم

میں نے اس قدر فراق اٹھایا کہ میرے سر کے بال سفید ہو گئے، میری آنکھوں کے اطراف اشکوں کی وجہ سے زخمی ہو گئے ہیں۔

میں نے اپنے والد گرامی کے انتظار میں دن ورات گذار دیے، لیکن افسوس، اپنے اس پھول کی خوشبو سے محروم رہی۔

اس کے بعد اپنے بھائی کے فراق میں مجھے تقدیر نے مبتلاء کر دیا، اور اس طرح یہ مجھ پر فراق کا دوسرا دروازہ کھل گیا۔

فصل خزاں نے گلستان کو مرجھا دیا اور میرے ہاتھ سے پھول بکھر گئے، میں حیران وپریشان ہوں کہ اپنے کھوئے ہوئے پھول کو کہاں تلاش کروں۔

مدینہ سے خراسان تک ایک ہزار فرسخ راہ ہے، کہ جو راستہ میں نے اپنے بھائی کے وصال کی خاطر پریشانیوں میں طے کیا ہے۔

تا کہ شاید ان کا چاند سا چہرہ پھر دوبارہ دیکھ سکوں اور اپنے کھوئے ہوئے یوسف سے پھر راز دل بیان کر سکوں۔

حضرت فاطمہ معصومہ کے افسوس ناک ارتحال کے بعد اہل قم نے بہت ہی احترام وتکریم سے آپ کا جنازہ اٹھایا اور آپ کو اس جگہ پر کہ جہاں آپ کا روضہ ہے تشیع جنازہ کی، یہ جگہ اس دور میں شہر سے باہر تھی اور "باغ بابلان" نے نام

سے مشہور تھی، جب قبر آمادہ ہو گئی تو سب لوگ اس فکر میں تھے کہ کون آپ کی نماز جنازہ پڑھائے اور کون آپ کو لحد میں اتارے کہ اچانک دو آدمی نقاب ڈالے ہوئے گھوڑوں پر سوار آتے نظر آئے، اور بہت تیزی سے نزدیک پہنچ گئے اور فوراً نماز جنازہ پڑھی پھر ان میں سے ایک قبر میں اتر گیا اور دوسرے نے جنازہ اٹھا کر اس شخص کے حوالے کیا کہ جو قبر میں پہنچ چکا تھا ان دونوں شخصیتوں نے نماز کے بعد آپ کے جنازے کو قبر میں اتارا اور پھر قبر کو بند کیا اس کے بعد تمام مراسم ختم کر کے اس سے پہلے کہ کوئی ان سے بات کرتا اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔[1]

حضرت معصومہ کے دفن کے بعد موسی بن خزرج نے ایک بوریے کا سایبان آپ کی قبر پر بنادیا یہاں تک کہ حضرت زینب بنت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے 256 ہجری کو اپنی پھوپی کی قبر پر سب سے پہلا گنبد تعمیر کرایا۔

1۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج57، ص219۔

آپ کے روضے کے مقدس مقامات

چھٹی فصل

چھٹی فصل: آپ کے روضے کے مقدس مقامات

حضرت فاطمہ معصومہ بنت موسی بن جعفر اگر چہ انتقال کے بعد ایک چھوٹے سے تہخانہ و سرداب میں دفن ہوئیں اور موسی ابن خزرج کے ذریعہ آپ کی قبر مطہر پر ایک چٹائی کا سائبان بنادیا گیا لیکن وہ ایک ایسا روضہ تھا کہ نہ جس میں حال تھے نہ صحن اور نہ مسجد، نہ گنبد نہ مینار بلکہ بہت سادہ سا روضہ تھا، لیکن یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب آنحضرت کی شخصیت اور منزلت شیعوں اور محبین کے سامنے پوشیدہ تھی، اور ابھی آپ کی کرامات و معجز نمائی سے آگاہ نہیں تھے، لیکن جیسے ہی چاہنے والوں کے قافلوں پر قافلے آنے شروع ہوئے اور آپ کی قبر مطہر سے کرامات کا ظہور اور استجابت دعا کے آثار نمایاں ہوئے تو روضہ کے متولی حضرات اور شیعوں نے روضہ کی توسیع میں اقدام کیا، لہذا آج روضہ مطہر میں بڑے بڑے صحن، مساجد اور عظیم حال موجود ہیں:

حال

حضرت فاطمہ معصومہ کے روضہ مطہر میں بہت زیادہ اور بہت خوبصورت حال موجود ہیں کہ جن کے نام حسب ذیل ہیں:

سرہانے کا حال، دار الحفاظ حال، آئینہ حال اور سامنے والا حال۔

صحن عتیق

حضرت کی بارگاہ میں سب سے پہلے جو صحن بنایا گیا اس کا نام صحن عتیق رکھا گیا، کہ جو 925 ہجری میں شاہ اسماعیل صفوی کی زوجہ شاہ بیگی نے آنحضرت کے روضہ کے گنبد کے ساتھ تعمیر کرایا، اس صحن میں چار ایوان ہیں، کہ جن کے نام حسب ذیل ہیں:

1- سنہرا ایوان۔ کہ جو صحن کے جنوب کی طرف واقع ہے، کہ جس پر دو مینار ہیں ان پر 1285 میں سونے کا خول چڑھایا گیا

2- شمالی ایوان۔ کہ جس میں مدرسہ فیضیہ کا دروازہ کھلتا ہے، اور اس کے اوپر نقار خانہ کا حجرہ بنا ہوا ہے۔

3- مغربی ایوان۔ اس میں مسجد اعظم کی طرف کو دروازہ کھلتا ہے۔

4- مشرق ایوان۔ یہ صحن عتیق اور صحن اتابکی کے درمیان دروازہ ہے۔

نیا صحن (اتابکی)

صحن اتابکی سب سے بڑا صحن ہے اس میں بھی چار ایوان ہیں کہ ہر ایک میں معماری اور ہنری کے عجیب و غریب جلوے نظر آتے ہیں کہ جن میں سب سے زیادہ مہم ایوان آئینہ ہے کہ جو انتہائی خوبصورت اور صحن کے مغربی حصہ میں واقع ہے۔ یہ صحن اتابک اعظم کے حکم سے تعمیر ہوا، اس کی تعمیر کا آغاز 1295 ھ سے ہوا اور 1303 ھ میں اختتام پذیر ہوا۔

گنبد

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ حضرت معصومہ کی تدفین کے بعد موسی بن خزرج نے ایک چٹائی کا سائبان آپ کی قبر مبارک پر بنا دیا تھا، آپ کی قدر و منزلت اور مقام کے پیش نظر خصوصا خاندان عصمت و طہارت کے نزدیک آپ اور آپ کی قبر کی اہمیت واضح تھی کہ جس کی وجہ سے آپ کی قبر مطہر پر حضرت امام محمد تقی کی دختر نیک اختر جناب زینب نے ایک عمارت تعمیر کرائی

، آپ حضرت معصومہ کی قبر مطہر کے جوار میں زندگی بسر کرنے کے لیے 253ھ میں شہر قم میں تشریف لائیں، اور آنحضرت کی قبر پر ایک گنبد برج کی صورت میں پتھر، اینٹ اور مصالح سے تعمیر کرایا۔[1]

یہ قبہ اسی طرح سے رہا یہاں تک کہ 350ہجری میں ابوالحسن زید بن محمد بن بحر اصفہانی نے دوبارہ اس کی تعمیر کرائی۔

اسی طرح وقت گذرتا گیا اور آپ کے جوار میں اہل بیت علیہم السلام کے گھرانے سے دیگر خواتین کے دفن ہونے کی وجہ سے آپ کے گنبد کے اطرف میں دو گنبد اور تعمیر کرائے گئے۔ یہ تین گنبد اسی طرح تھے کہ 447ہجری میں اسی سال میر ابوالفضل عراقی، کہ جو طغرل کبیر کے وزیر تھے شیخ طوسی کی تشویق پر ان تین گنبدوں کی جگہ پر ایک وسیع اور بلند گنبد تعمیر کرایا کہ جس پر انیٹ، کاشی وغیرہ سے گل کاری اور رنگ آمیزی کا کام کیا گیا۔ اس گنبد میں کوئی پتھر کا استعمال نہیں ہوا اور نہ ہی ایوان بنایا گیا۔ اس گنبد نے تمام سادات اور خواتین اہل بیت کی قبروں کو اپنے احاطے میں لے لیا۔

1 ۔سفینۃ البحار، ج2، ص376۔

529ہجری میں اس قدیم گنبد کو خراب کرکے اس کی جگہ ایک نیا اور وسیع گنبد تعمیر کرایا گیا۔ کہ جو 63 سال تک باقی رہا۔ اور پھر اس کی جگہ پر 592ہجری میں ایک اور گنبد تعمیر ہوا۔

925ہجری میں یہی گنبد کہ جواب موجود ہے شاہ اسماعیل صفوی کی زوجہ شاہ بیگی بیگم نے تعمیر کرایا اور اس گنبد کے باہر کے حصے کو کاشی سے تزئین کرایا ۔ اور پھر 1218 ہجری میں فتح علی قاجار کی سلطنت کے دوران گنبد مطہر کو 12000 سونے کی اینٹوں سے مرتب ومذہب کرایا گیا کہ جو 1422 ہجری تک باقی رہا۔

1423ہجری میں کچھ ظاہری صورت خراب ہونے کی وجہ سے اور باقی عمارت کے کچھ حصے خراب ہونے کی خاطر روضہ مطہر کے متولی حضرت آیت اللہ مسعودی خمینی نے بنیادی اور مضبوط طریقے پر تعمیر کرایا کہ جس میں قدیم سونے کی اینٹوں کو جمع کرکے دوبارہ سے تقریبا25 عرب ریال کی لاگت سے روضہ مطہر کا گنبد تعمیر کیا گیا۔ اس جدید گنبد کا افتتاح اور پردہ برداری کا پروگرام ایرانی تاریخ کے اعتبار سے 1384/2/6 میں منعقد ہوا۔

آخر کار، اس جملہ کا بھی اضافہ کر دیا جائے کہ حضرت معصومہ کا روضہ مطہر میں صفوی بادشاہوں کے دور میں کافی وسعت دی گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ

بادشاہ حضرت معصومہ سے بہت زیادہ عقیدت و ارادت رکھتے تھے اور آپ کی زیارت کے لیے آتے تھے، یہاں تک کہ بعض نے وصیت کی کہ مرنے کے بعد مجھ کو حضرت معصومہ کے جوار میں دفن کیا جائے کہ جن میں شاہ صفی متوفی 1052ھ، شاہ عباس دوم متوفی 1077ھ، شاہ سلیمان متوفی 1105ھ، اور شاہ سلطان حسین متوفی 1215ھ کے جنازے حضرت کے جوار میں دفن ہوئے۔

مینار

صحن عتیق میں سنہرے ایوان کے اوپر دو مینار ہیں کہ جن کی لمبائی ایوان کی چھت سے 17 / 40 و چوڑائی 1 / 50 میٹر ہے، اسی طرح نئے صحن میں ایوان آئینہ کے اوپر بھی دو مینار ہیں کہ جن کی لمبائی ایوان کی چھت سے 28 میٹر اور چوڑائی 3 / 30 میٹر ہے۔ یہ حضرت معصومہ کی اس مبارک بارگاہ کے بلند ترین مینار ہیں۔

مسجد

خاندان عصمت و طہارت کے مبارک روضوں میں جو چیز سب سے زیادہ مقدس و معنوی نظر آتی ہے وہ مسجد کا وجود ہے۔ کریمہ اہل بیت کے روضہ میں بھی یہ امتیاز موجود ہے۔ اس لیے کہ زائرین کی سہولت اور نماز جماعت و دینی

پروگراموں کو برپا کرنے کے لیے یہ مساجد روضوں کے قریب تعمیر کی جاتی ہیں ۔

سرہانے والی مسجد

سرہانے والی مسجد حضرت معصومہ کے روضہ مبارکہ میں سب سے زیادہ وسیع اور نماز جماعت و مذہبی مجالس وغیرہ کے لیے مناسب ترین مکان ہے، کہ جو آج کل روضہ مبارکہ میں سب سے زیادہ باعظمت اور استعمال ہونے والی جگہ ہے۔

مسجد اعظم

ایک باعظمت اور دینی اثر کہ جو مرجع عالم تشیع حضرت آیت اللہ العظمی بروجردی کے ذریعہ تاسیس ہوا وہ مسجد اعظم کا وجود ہے کہ جو حضرت معصومہ کے روضہ مبارکہ سے مغرب کی جانب ہے یہ مسجد زائرین کی سہولت کے لیے تعمیر کرائی گئی ہے، اس کی بنیاد 11 / ذیقعدہ 1373 ہجری میں حضرت آیت اللہ العظمی کے دست مبارک سے رکھی گئی۔

منابع و مدارک

1- قرآن کریم۔
2- ابطحی سید مرتضی، الشیعہ فی احادیث الفریقین، طبع اول، 1416ھ۔
3- ابن جریر طبری، محمد، دلائل الامامۃ، تہران، موسسہ بعثت، طبع اول، 1413ھ۔
4- ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، نجف، 1383ھ۔
5- ابن علی بن بابویہ قمی، (شیخ صدوق) عیون اخبار الرضا، تہران، انتشارات جہان، 1378ھ۔
6- ابن قولویہ، جعفر بن محمد، کامل الزیارات، نجف، 1356ھ۔
7- امینی، الغدیر، بیروت، دار الکتب العربی، طبع چہارم، 1397ھ۔
8- بانپور، احمد، زندگی و کرامات حضرت معصومہ۔
9- بحرینی، سید ہاشم، مدینۃ المعاجز، قم، موسسہ معارف اسلامی، طبع اول، 1415ھ۔

10- حائری، محمد مہدی، شجرہ طوبی۔
11- شریف رازی، محمد، گنجینہ دانشمندان۔
12- سعادت، بیژن، بارگاہ معصومہ، فلورانس، اٹلی، 1977۔
13- شاکری، حسین، العقیلہ والفواطم، قم نشر حکمت۔
14- طباطبائی، بروجردی، حسین، جامع احادیث الشیعہ۔
15- عباس زادہ، سعید، شیخ عبد الکریم حائری نگہبان بیدار، سازمان تبلیغات اسلامی۔
16- علی نمازی، مستدرک سفینۃ البحار، قم، جامعہ مدرسین، 1419ھ۔
17- قمی، عباس، فوائد الرضویہ۔
18- قیومی، جواد، صحیفۃ الرضا، قم، جامعہ مدرسین، طبع اول۔
19- کلینی، ابو جعفر محمد بن یعقوب، الاصول الکافی، بیروت، دار التعارف، طبع سوم، 1401ھ۔
20- مجلسی، محمد باقر بحار الانوار، بیروت، دار احیاء التراث العربی، طبع سوم، 1403ھ۔
21- سپہر، محمد تقی خان، ناسخ التواریخ۔
22- محمدی اشتہاردی، محمد، حضرت معصومہ فاطمہ دوم، انتشارات علامہ۔
23- معلم، محمد علی، الفاطمہ المعصومہ۔

24- مکی العاملی، محمد بن جمال الدین (شہید اول) ذکری الشیعہ فی احکام الشریعہ۔

25- مہدی پور، علی اکبر، کریمہ اہل بیت، قم، نشر حاذق۔

26- میر عظیمی، سید جعفر، بارگاہ فاطمہ معصومہ، تجلی گاہ فاطمہ زہرا۔

27- نوری، میرزا حسین، مستدرک الوسائل، بیروت، آل البیت، طبع دوم، 1408ھ۔

آستان قدس رضوی
معاونت تبلیغات وارتباطات اسلامی
مدیریت امورزائرین غیر ایرانی ، آستان قدس رضوی،
صحن جمہوری اسلامی، مشہد مقدس، ایران
ٹیلی فون نمبر: 0098-511-2213474,2259090
فیکس نمبر: 0098-511-2219900
پی او بکس نمبر: 91375-3131
www.imamrezashrine.com
info@imamrezashrine.com